



# اسلامی عقائد

## قرآن و سنت کی روشنی میں

مؤلف: مولانا عبدالرحمن الہندی حفظہ اللہ

ادارہ العصابۃ



## فہرست

صفحہ نمبر	مضامین
4	مقدمہ
7	پیش لفظ
9	اللہ پر ایمان
12	توحید کے فوائد و ثمرات
12	فرشتوں پر ایمان
13	فرشتوں پر ایمان کے فوائد
14	کتابوں پر ایمان
15	کتابوں پر ایمان کے فوائد
15	انبیاء و رسولوں پر ایمان
17	رسولوں پر ایمان کے ثمرات و فوائد
18	صحابہ اور اہل بیت اطہار کے بارے میں ہمارا عقیدہ
19	آخرت کے دن پر ایمان
22	قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تین شفاعتیں
22	یوم آخرت پر ایمان کے ثمرات و فوائد
23	تقدیر پر ایمان
25	تقدیر پر ایمان کے ثمرات و فوائد
25	ایمان کی تعریف
26	ایمان کے ثمرات و فوائد
26	کفر
32	مراجع و مصادر

## مقدمہ

بسم الله الرحمن الرحيم

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا، من يهده الله فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده ورسوله.  
...اما بعد

قال الله تعالى فى القرآن المجيد والفرقان الحميد

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝ اللَّهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ۝

کہو اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے، (الاخلاص)

مندرجہ بالا سورۃ قرآن مجید کی وہ مختصر سورۃ ہے جو سب سے زیادہ تلاوت کی جانے والی میں سورتوں میں سے ایک ہے۔ اس سورۃ کی ہر آیت میں عقیدہ توحید کی جانب نشاندہی کی گئی ہے۔ اور ہر حوالے سے خدائے ذوالجلال کو احد قرار دیا ہے۔ اس سورۃ کی ابتداء میں جو مخاطبانہ انداز بیان اختیار کیا ہے وہ اس لئے کہ مسلمان پہلے اپنے اندر عقیدہ توحید کو پختہ کریں پھر اسلام کی باقی تعلیمات پر عمل کریں۔ اس میں ہر ذی شعور اور صاحب عقل انسان کو توحید کا درس عام دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اگر ہم کلمہ طیبہ پر غور کریں تو اس سے بھی ہمیں یہ درس ملتا ہے۔

لا اله الا الله محمد رسول الله

ترجمہ: نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

یعنی اسلام کی تعلیمات اور تمام معاملات کا نچوڑ توحید سے شروع ہوتا ہے اور توحید ہی پر ختم ہوتا ہے۔

کتاب و سنت کے شرعی دلائل سے یہ بات ذہن نشین ہونی چاہئے کہ کوئی بھی عمل یا قول اسی وقت صحیح اور قابل قبول ہو سکتا ہے جب کرنے والے کا عقیدہ درست ہو، چنانچہ عقیدہ درست نہ ہونے کی وجہ سے تمام اعمال اور اقوال باطل ہو جاتے ہیں، جیسے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (المائدة/5)

ترجمہ: اور جس نے بھی ایمان کے بجائے کفر اختیار کیا اس کا وہ عمل برباد ہو گیا اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔

وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ (الزمر/65)

ترجمہ: آپ کی طرف یہ وحی کی جا چکی ہے اور ان لوگوں کی طرف بھی جو آپ سے پہلے تھے، کہ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے عمل برباد ہو جائیں گے اور آپ خسارہ اٹھانے والوں میں شامل ہو جائیں گے۔

اس مفہوم کی بہت زیادہ آیات قرآن مجید میں موجود ہیں۔

قرآن مجید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ صحیح عقیدہ: اللہ، فرشتوں، کتابوں، رسولوں، آخرت کے دن، اور اچھی بری

تقدیر پر ایمان لانے کا نام ہے، یہ چھ ارکان ہیں صحیح عقیدہ کے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل کیا ہے اور اسی کو دیکر اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا ہے۔

ایمان کے چھ ارکان کے بارے میں کتاب و سنت میں بہت سے دلائل ہیں جن میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں، فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُولُوا وَجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ (البقرہ 177)

ترجمہ: نیکی یہی نہیں کہ تم اپنا رخ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لو۔ بلکہ دراصل نیکی تو یہ ہے کہ آدمی اللہ پر، روز قیامت پر، فرشتوں پر، کتابوں پر اور نبیوں پر ایمان لائے۔

اسی طرح فرمایا:

آمَنَ الرَّسُولُ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِ مِنْ رَبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلٌّ آمَنَ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِنْ رُسُلِهِ (البقرہ 285)

ترجمہ: رسول پر جو کچھ اس کے پروردگار کی طرف سے نازل ہوا، اس پر وہ خود بھی ایمان لایا اور سب مومن بھی ایمان لائے۔ یہ سب اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لاتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) ہم اللہ کے رسولوں میں سے کسی میں بھی تفریق نہیں کرتے۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا (النساء 136)

ترجمہ: اے ایمان والو! (خلوص دل سے) اللہ پر، اس کے رسول پر اور اس کتاب پر ایمان لاؤ جو اس نے اپنے رسول پر نازل کی ہے۔ نیز اس کتاب پر بھی جو اس سے پہلے اس نے نازل کی تھی۔ اور جو شخص اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور روز آخرت کا انکار کرے تو وہ گمراہی میں بہت دور تک چلا گیا۔

اس مضمون کی احادیث کتب احادیث میں بکثرت موجود ہیں:

صحیح مسلم کی حدیث جبریل علیہ السلام جسے امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ ایک بار جبریل علیہ السلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا:

فَأَخْبَرَنِي عَنِ الْإِيمَانِ، قَالَ: «أَنْ تُوْمِنَ بِاللَّهِ، وَمَلَائِكَتِهِ، وَكُتُبِهِ، وَرُسُلِهِ، وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ». قَالَ: صَدَقْتَ،

جبرئیل علیہ السلام نے کہا مجھے ایمان کے بارے میں بتائیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، آخرت کے دن، اور اچھی بری تقدیر پر ایمان لائے جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا آپ نے صحیح کہا

آج خلافت اسلامیہ کا سقوط ہوئے تقریباً ایک صدی کا عرصہ گزر چکا ہے اور مسلمانوں پر ظلم و ستم کا وحشیانہ سلسلہ جاری ہے اور محکومی کے اس زمانے میں ذہنیت اس قدر متاثر ہوئی کہ عام مسلمان اسلام کے بنیادی عقائد کو بھی بھلا بیٹھے اور اسلام پر مکمل عمل پیرا ہونے کو قدامت پسندی اور دقانونی کہا جانے لگا، تو دوسری طرف مسلمانوں کے عقیدہ اور انھیں فکری طور پر انتشار و ہيجان میں مبتلا کرنے کی غرض سے قرآن حکیم کی آیات میں چھیڑ چھاڑ کر کے نعوذ باللہ قرآن کا جدید ایڈیشن شائع کرا کر مسلم آبادیوں میں پھیلا یا جا رہا ہے۔ انکارِ حدیث کی قدیم فرسودہ مہم کو از سر نو زندہ کیا جا رہا ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کو مجروح کرنے کی غرض سے ویڈیو فلمیں تیار کرائی جا رہی ہیں، اسلامی تعلیمات و احکام کا مذاق اڑانے کے لیے عورتوں سے نماز کی امامت کرائی جا رہی ہے۔ اسی کے ساتھ مستشرقین و مستغربین کی ایک فوج ہے، جس پر سالانہ اربوں ڈالر خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ لوگ مسلمانوں کے دل و دماغ سے اسلامی تعلیمات کی وقعت و اہمیت کو ختم کرنے اور انھیں دین و مذہب سے بیزار کرنے کے لیے علم و تحقیق کے نام سے اسلامی احکام و عقاید میں شکوک و شبہات پیدا کرتے رہتے ہیں، یہ لوگ اپنے پُر فریب دعوؤں کے ذریعہ عالم اسلام کو یہ باور کرانے کی سعی کرتے ہیں کہ اسلام کی چودہ سو سالہ قدیم تعلیمات عصر حاضر کی تہذیب و تمدن کا ساتھ دینے سے قاصر ہے؛ لہذا وقت کے تقاضا کے مطابق اسلام کی تشکیل جدید، اور قرآن و سنت نیز فقہ اسلامی کی از سر نو تفسیر و تشریح کی جانی چاہیے، یورپ و امریکہ کی تیار کردہ یہ فوج دین اسلام کی اصل صورت کو مسخ کرنے کے لیے اجتہادِ مطلق کا نعرہ بلند کرتی ہے، اپنے اس پُر فریب حربہ کے ذریعہ وہ سلف صالحین و علمائے دین سے امت مسلمہ کے رشتہ کو کاٹ دینا چاہتے ہیں؛ کیوں کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اس رشتہ کے ٹوٹ جانے کے بعد ان کے دینی رخ اور سمت سفر کو سہولت کے ساتھ بدلا جاسکتا ہے۔ ان کی اس تبلیسی مہم میں میڈیا بھی ان کے ساتھ برابر کا شریک ہے جس کی وجہ سے اس کے مسموم اثرات سے دنیا کا کوئی خطہ محفوظ نہیں ہے۔

انہی حالات و واقعات کو سامنے رکھتے ہوئے کہ جب عام مسلمانوں کے ایمان و عقائد خطرہ میں ہے تو فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالرحمن الہندی حفظہ اللہ (مسئول امور شرعیہ انصار التوحید فی بلاد الہند) نے یہ کتاب تالیف فرمائی، مولانا نہ صرف ایک بہترین خطیب ہیں بلکہ ایک داعی جہاد اور بے مثال مصنف بھی ہیں اس کتب کے علاوہ بھی آپ نے متعدد کتابیں تصنیف کی اسکے علاوہ آپ میدان جہاد کے عملی شہسوار بھی ہیں، آپ ہندوستان میں دعوت جہاد کے ہر اول دستے کے طور پر دعوت جہاد بلند کرتے رہے، لیکن جب آپ کا وہاں رہنا ممکن نہ ہوا تو آپ نے سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے وہاں سے سرزمین ایمان و جہاد، غیرت و حمیت یعنی افغانستان کی طرف ہجرت فرمائی، اور مسلسل عملی جہاد میں مصروف عمل ہیں، اللہ تعالیٰ پوری امت مسلمہ کی طرف سے شیخ کو جزائے خیر عطا فرمائے، اور شیخ کا سایہ امت مسلمہ پر تادیر قائم رکھے، اور اس کتاب کے ذریعہ امت مسلمہ کے عقائد کی اصلاح فرمائے، اور ہندوستانی نوجوانوں میں جہاد کی روح بیدار فرمائے، اور انکی کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے (آمین)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ (آمین)

ابو تراب الہندی (حفظہ اللہ)

## پیش لفظ

الحمد لله الذى خلق الجن والإنس ليعبدوه مخلصين له الدين وأرسل الرسل إليهم وأنزل الكتب عليهم لهدايتهم بنور العلم واليقين. وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له الملك القدوس السلام المؤمن المهيمن العزيز الجبار القهار الوهاب الرزاق ذو القوة المتين.

وأشهد أن محمداً عبده ورسوله الصادق الناصح الأمين. صلى الله عليه وعلى آله الأتقياء المخلصين وسلم تسليماً كثيراً إلى يوم الدين  
اما بعد

فإن أصدق الحديث كتاب الله، وخير الهدي هدي محمد صلى الله عليه وسلم وشر الأمور محدثاتها، وكلّ محدثة بدعة، وكلّ بدعة ضلالة، وكلّ ضلالة في النار.

اعوذ بالله من الشيطان الرجيم

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذريات: ٥٦) دوسری جگہ اللہ نے فرمایا اِنْ تَكْفُرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ وَلَا يَبْتَغِي لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ (الزمر: ٧) اللہ نے اس امت پر احسان کیا کہ اس کیلئے اس کے دین کو مکمل کر دیا، اس نے اپنی نعمت تمام کر دی اور اس کیلئے بطور دین اسلام کو پسند کر لیا۔ نبی ص نے اس امت کو وفات سے پہلے واضح اور مکمل شریعت پر چھوڑا جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے ہلاک ہونے والا ہی اس سے منہ موڑ سکتا ہے جنت تک لیجانے والے تمام خیر کی آپ نے رہنمائی کی اور جہنم میں لیجانے والے تمام شر سے آپ نے ڈرایا اور ان میں سب سے اہم ایمان و عقیدہ ہے کیونکہ یہی اسلام کی اصل اور اساس ہے کتاب و سنت کے دلائل سے ہمیں یہ بات یقینی طور پر معلوم ہوتی ہے کہ اعمال و اقوال کی صحت و قبولیت کا دار و مدار ایمان اور عقائد کی صحت پر ہے، قرآن میں اللہ کا ارشاد ہے:

وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (المائدة: ٥)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَلَقَدْ أَوْحَىٰ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ (الزمر: ٦٥)

یہی ایمان و عقیدہ ہے جس کی بنیاد پر آخرت میں بندوں کیلئے جنت اور جہنم کا فیصلہ ہو گا اور دنیا میں جان و مال کے تحفظ کا ضامن بھی یہی ایمان و عقیدہ ہے کچھ دنوں پہلے محبت کرنے والے بعض بھائیوں کی طرف سے ہماری تنظیم انصار التوحید کے عقیدہ و منہج کے بارے سوال کیا گیا تھا اگرچہ ان کا جواب دیا جا چکا ہے، مگر اس کے بعد ہمارے بعض ساتھیوں نے مجھے اس موضوع پر کتاب لکھنے کا مشورہ دیا تاکہ امت کے سامنے ہمارا عقیدہ و منہج واضح ہو جائے اور امت یہ جان لے ہم بھی اہل سنت و الجماعت میں سے ہیں ہمارا عقیدہ علماء اہل سنت و الجماعت کا عقیدہ ہے تو میں نے اپنی کم علمی کے باوجود اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کام کو شروع کیا اور الحمد للہ اللہ کی مدد و نصرت سے یہ کام کچھ ہی دنوں میں مکمل ہوا دعا ہے کہ اللہ رب ذوالجلال اس کو شرف قبولیت سے نوازے اس کتاب سے محبوب امت مسلمہ کو استفادہ کی توفیق عطا فرمائے اس کو میرے

لئے میرے والدین کیلئے تمام اہل خانہ اور دوستوں کیلئے باعث اجر و ثواب بنائے آئین اس کتاب کی تالیف میں قرآن اور احادیث کی اہمات الکتاب کے بعد میں نے سب سے زیادہ شیخ ابو محمد المقدسی قلم اللہ اسرہ (اللہ ان کو رہائی عطا فرمائے) کی کتابوں سے استفادہ کیا آخر میں میں شیخ ابو تراب مجاہد حفظہ اللہ کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنی بے انتہا مصروفیتوں کے باوجود میری درخواست پر کتاب کا مقدمہ تحریر فرمایا۔

فجزاه اللہ عنی خیراً رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ وَصلى الله وسلم على نبينا محمد وآله صحبه اجمعين

بندہ فقیر عبد الرحمن الہندی (حفظہ اللہ)

## بسم اللہ الرحمن الرحیم

### اللہ پر ایمان

اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ اپنی ربوبیت، الوہیت، اور اسماء و صفات میں یکتا و تنہا ہے، اس کے علاوہ کوئی خالق نہیں، اس کے سوا کوئی رب نہیں، اس کائنات کا رازق مالک اور مدبر صرف وہی اکیلا ہے اس کے افعال میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں بلکہ ہمارے افعال کا بھی وہی خالق ہے۔

ہماری عبادت، نیت اور قصد و ارادہ صرف اسی اکیلے کیلئے ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہم ہر اس بات کی گواہی دیتے ہیں جس کی خود اللہ نے اپنے لیے گواہی دی ہے اس کے فرشتوں اور اہل علم نے دی ہے دراصل حالیکہ وہ انصاف کے ساتھ قائم ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں وہ غالب ہے خوب حکمت والا ہے۔

ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ نے جن و انس کو صرف اپنی ہی عبادت کیلئے پیدا کیا جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاریات ۵۶) ترجمہ "میں نے جن و انس کو اسی لئے تو پیدا کیا کہ وہ صرف میری عبادت کریں"

ہم ہر قسم کی عبادت کو صرف اللہ کے لیے کرنے کی دعوت دیتے ہیں جیسا کہ رکوع، سجدہ، نذر، طواف، حج، ذبح، دعا اور شریعت سازی یا قانون سازی وغیرہ اللہ کا ارشاد ہے قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ

ترجمہ "(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے بیشک میری نماز میری قربانی میرا جینا اور مرنا سب کچھ اللہ رب العالمین ہی کیلئے ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں" (الانعام ۱۶۳، ۱۶۲)

اللہ تعالیٰ کے احکامات امور کو نیوہ و شرعیہ دونوں کو شامل ہیں جس طرح وہ کائنات کے نظام کو چلانے میں اکیلا ہے اسی طرح شریعت کے احکامات اور امور میں بھی اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہم عبادت میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھراتے اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (الاعراف ۷) ترجمہ: آگاہ رہو پیدا کرنا اور حکم صادر کرنا اسی کیلئے روا ہے اللہ رب العالمین کی ذات بہت ہی بابرکت ہے

حلال وہی ہے جس کو وہ حلال کہے حرام وہی ہے جسے وہ حرام قرار دے۔ اِنْ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ (یوسف ۴)

ترجمہ "اللہ کے سوا کسی کا حکم یا حکومت نہیں اس نے حکم دیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو"



حقیقی شارع اور قانون ساز صرف وہی ہے ہم اللہ کے علاوہ دوسرے تمام شارعین اور قانون سازوں سے براءت و بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے ان کا انکار کرتے ہیں اللہ کے علاوہ کسی اور کو ہم رب نہیں مانتے اللہ کے علاوہ کسی اور کو اپنا حمایتی اور ولی نہیں بناتے نہ اسلام کے علاوہ کسی اور نظام زندگی کو اپنا دین تسلیم کرتے ہیں۔ اللہ کے علاوہ کسی اور کو جو حاکم اور قانون ساز بنائے شریعت مخالف قوانین میں اس کی پیروی کرے تو اس نے غیر اللہ کو رب بنایا اس نے اسلام کے علاوہ کسی اور دین کو اپنا یا اللہ کا ارشاد ہے **وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰ أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ** (الانعام ۱۲۱) ترجمہ "بیشک شیاطین اپنے دوستوں کے ذہنوں میں شبہ ڈالتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں اور اگر تم نے ان کی اطاعت کی تو بلاشبہ تم بھی ضرور مشرک ہو گے" دوسری جگہ ارشاد ہے **اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ** (التوبہ ۳۱) ترجمہ "انہوں نے اپنے علماء اور عبادت گزاروں کو اللہ کو چھوڑ کر رب بنالیا"

ہم اللہ کے اسماء و صفات میں اس کو یکتا و تنہا مانتے ہیں اللہ ہر نقص و عیب سے پاک ہے وہ مخلوق سے مشابہ نہیں، قرآن و احادیث صحیحہ سے ثابت شدہ اسماء و صفات پر ہم بغیر کسی کمی زیادتی تاویل، تحریف، تعطیل (نفی) اور تمثیل (اللہ کو کسی کے مثل قرار دینا) کے ایمان رکھتے ہیں۔ **لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ** (الشوریٰ ۱۱) ترجمہ: اس کے مثل کوئی چیز نہیں۔ **قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ (۱) اللَّهُ الصَّمَدُ (۲) لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ (۳) وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ** (۴)

ترجمہ " (اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کہہ دیجئے وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس نے کسی کو جنم نہ وہ کسی سے جناور کوئی اس کا ہمسر نہیں " **وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ** (الروم ۲۷) ترجمہ " آسمانوں اور زمین میں اس کی صفت اعلیٰ ہے اور وہی غالب خوب حکمت والا ہے "

ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ نے اپنی کتاب قرآن کو واضح عربی زبان میں نازل کیا ہم اس کی محکم آیات پر عمل کو واجب مانتے ہیں اور متشابہات کی تاویل اور اس کے معانی کی تلاش میں نہیں رہتے بلکہ ہم **أَمْتًا بِهٖ كُلُّ مَنْ عِنْدَ رَبِّنَا** (ال عمران ۷) ترجمہ " کہتے ہیں یعنی کہ ہمارا ان (متشابہات) پر ایمان ہے سب (محکم و متشابہ) ہمارے رب کی طرف سے ہے "

ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ساتوں آسمانوں سے اوپر عرش پر مستوی ہے کیونکہ یہ بات قرآن سے اور احادیث صحیحہ سے تواثر کے ساتھ ثابت ہے جیسا ارشاد الہی ہے، **أَأَمِنْتُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ أَنْ يَخْسِفَ بِكُمْ الْأَرْضَ فَإِذَا هِيَ تَمُورُ** (الملک ۱۶) "کیا تم اس اللہ سے بے خوف ہو گئے جو آسمان میں ہے یہ کہ وہ زمین میں دھنسا دے تو ناگہاں وہ لرزنے لگے" جیسا کہ وہ حدیث جس میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باندی سے سوال کیا تھا کہ

( اَیْنِ اللّٰہِ ) اللہ کہاں ہے ؟

اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: (من أنا) میں کون ہوں۔

اس نے جواب دیا: اَنْتَ رسول اللہ

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو آزاد کرو یہ مومنہ ہے<sup>1</sup>

یہ حق ہے اس میں ذرا برابر بھی شک نہیں ایک جگہ اللہ نے فرمایا: الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى (طہ) ترجمہ "وہ رحمن عرش پر مستوی ہے" ہم استواء کی تاویل استیلاء (غالب ہونا، قابض ہونا) سے نہیں کرتے ہیں اور نہ استواء میں اس کو مخلوق سے تشبیہ دیتے ہیں بلکہ ہم وہی کہتے ہیں جو امام مالک رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ الاستواء معلوم، والايمان به واجب، والكيف مجهول، والسؤال عنه بدعة۔ ترجمہ "استواء معلوم ہے، اس پر ایمان واجب ہے، اس کی کیفیت مجہول ہے اور اس کے بارے میں سوال کرنا بدعت ہے" یہی اصول وقاعدہ اللہ کے تمام صفات و افعال کیلئے ہوگا مثلاً نزول (اترنا) المجرى (آنا) وغیرہ جو قرآن و سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔ لیکن ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش پر مستوی ہونے کے باوجود اپنے بندوں سے بہت قریب ہے اللہ کا ارشاد ہے وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ (البقرة ۱۸۶) ترجمہ "جب میرے بندے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے میرے بارے میں سوال کریں (تو آپ کہہ دیں) کہ بیشک میں قریب ہوں"۔ ایک حدیث میں ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَا أَيُّهَا النَّاسُ ارْجِعُوا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لَا تَدْعُونَ أَحَدًا وَلَا غَائِبًا، إِنَّهُ مَعَكُمْ إِنَّهُ سَمِيعٌ قَرِيبٌ<sup>2</sup>۔

ترجمہ "اے لوگو اپنی ذات پر نرمی کرو (اللہ کو پکارنے میں میانہ روی اختیار کرو) تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے ہو بیشک وہ تمہارے ساتھ ہے بیشک وہ سننے والا قریب ہے"

اس کے بندے جہاں کہیں بھی ہوں وہ اپنے علم، قدرت، نصرت و توفیق کے اعتبار سے ان کے ساتھ ہوتا ہے، ان کے اعمال کو بھی جانتا ہے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ أَلَيْسَ مَا كُنْتُمْ وَاللَّهُ يَمَّا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (الحديد ۴) ترجمہ "اور تم جہاں کہیں بھی ہو وہ تمہارے ساتھ ہے اور اللہ اسے خوب دیکھ رہا ہے جو تم عمل کر رہے ہو"۔ وہو معکم اینما کنتم کا جو مفہوم زندگی لیتے ہیں ہم اس سے بری ہیں یعنی اللہ کو بالذات بندوں کے ساتھ موجود ماننا ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا اس کو ہم کفریہ اور گمراہ کن عقیدہ سمجھتے ہیں بلکہ ہم اللہ کے پاس ان تمام عقائد سے براءت کا اظہار کرتے ہیں اللہ اپنی

مسلم ج ۱ ص ۳۸۱ باب ۳۳ تحريم الكلام في الصلاة

بخاری ج ۳ ص ۲۹۹۲ باب ما يكره من رفع الصوت في التكبير

نصرت، قدرت، حفاظت اور علم وغیرہ کے اعتبار بندوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ<sup>3</sup> ترجمہ "اللہ اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں رہتا ہے"۔

## توحید کے فوائد و ثمرات

توحید بندوں پر اللہ کا حق ہے موحدین اسی توحید کی بنا پر اپنے رب کی طرف سے ملنے والی جنت کی نعمتوں سے سرفراز ہوتے ہیں جیسے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: يَا مُعَاذُ، اتَدْرِي مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ؟ وَمَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: «فَإِنَّ حَقَّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ أَنْ يَعْبُدُوا اللّٰهَ، وَلَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا، وَحَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ لَا يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا»<sup>4</sup>

"اے معاذ (رضی اللہ عنہ)! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اللہ کا بندوں پر اور بندوں کا اللہ پر کیا حق ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا بندوں پر حق یہ ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اسے عذاب نہ دے"۔

اللہ واحد کی صفات کمالیہ کے تعارف سے اور اسکو تشبیہ و تمثیل سے پاک و منزہ ماننے سے اللہ عزوجل کی عظمت دل میں پیدا ہوتی ہے، ان کافروں کی سفاہت اور بیوقوفی اللہ دلوں میں واضح کرتا ہے جو عبادت، حاکمیت، شریعت اور قانون سازی وغیرہ میں اس کے علاوہ دوسروں کو اپنا رب بناتے ہیں، دل اور نفس مخلوق کی غلامی سے آزاد ہو جاتے ہیں بندے کو دنیا کی زندگی اور موت کے وقت ثبات قدمی حاصل ہوتی ہے

## فرشتوں پر ایمان :-

ہم اللہ کے فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں، ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ اللہ کے معزز و مکرم بندے ہیں، وہ باتوں میں اس سے سبقت نہیں کرتے وہ اللہ کے خوف سے ڈرنے والے ہیں رات دن اس کی تسبیح کرتے ہیں سست نہیں پڑتے اللہ کے حکموں کی نافرمانی نہیں کرتے اللہ کی طرف سے عائد کردہ ذمہ داریوں کو پورا کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

مسلم ج ۳ ص ۲۶۹۹ ح ۲۰۷۴ باب فضل الاجتماع علی تلاوة

مسلم ج ۱ ص ۲۰۸ ح ۲۰۸۱ باب من لقی اللہ بالا ایمان الخ

ہم ان سے دوستی کرتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کا شکر ہیں وہ ایمان والوں کیلئے اللہ سے بخشش طلب کرتے ہیں، ان سے بغض رکھنے والوں سے ہم بغض رکھتے ہیں ان میں جبریل روح الامین ہیں میکائیل ہیں صور پھونکنے پر مامور اسرافیل ہیں حاملین عرش ہیں ملک الموت ہیں قبر میں سوال کرنے والے منکر نکیر ہیں جہنم کے داروغہ مالک ہیں جنت کے دربان رضوان ہیں پھاڑ کے فرشتہ ہیں کراما کا تبین وغیرہ ان کی تعداد کا علم صرف اللہ ہی کو ہے، معراج کے قصہ کے بیان میں صحیحین میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

بیت المعمور لے جایا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہو کر نماز پڑھتے ہیں جب وہ نکلتے ہیں تو دوبارہ لوٹ کر نہیں آتے۔<sup>5</sup> ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِنَّا وَصِفَ لَكُمْ<sup>6</sup>

ترجمہ "فرشتے نور سے پیدا کئے گئے، جنات آگ کے شعلے سے پیدا کئے گئے، آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا"

فرشتے کبھی اللہ کے حکم سے انسانی صورت اختیار کر سکتے ہیں جیسا کہ مریم رضی اللہ عنہا کے قصہ میں بیان ہوا ہے فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (مریم ۱۷) اسی طرح حدیث جبریل میں جبریل علیہ السلام رسول اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انسانی شکل میں آکر اسلام، ایمان، احسان کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ ان کے لوٹنے کے بعد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ<sup>7</sup> ترجمہ "وہ جبریل تھے وہ تمہارے پاس تم کو تمہارا دین سیکھانے آئے تھے"۔ اسی طرح بنی اسرائیل کے ایک کوڑھی، گنجه اور اندھے کے پاس فرشتہ انسانی شکل میں آیا تھا، جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں۔ ثُمَّ إِنَّهُ أَتَى الْأَبْرَصَ فِي صُورَتِهِ وَهَيئَتِهِ<sup>8</sup>

فرشتوں کی اصلی اور حقیقی شکل کو اللہ نے قرآن میں یوں بیان کیا ہے، جَاعِلِ الْمَلَائِكَةَ رُسُلًا أُولَى أَجْنَحَةٍ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ (فاطر ۱) ترجمہ "(اللہ ہے) فرشتوں کو قاصد بنانے والا جو دو دو تین تین چار چار پروں والے ہیں"۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام کو اپنی حقیقی شکل میں دیکھا ان کے چھ سوايے پر تھے کہ ان میں سے صرف ایک ہی سے افق بھر گیا تھا۔ رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيلَ فِي صُورَتِهِ، وَلَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ، كُلُّ جَنَاحٍ مِنْهَا قَدْ سَدَّ الْأُفُقَ<sup>9</sup>۔

فرشتوں پر ایمان کے فوائد:-

5 بخاری ج ۴ ص ۳۲۰ ۱۰۹ ذکر الملائكة

6 مسلم ج ۴ ص ۲۹۹۶ باب فی احادیث متفرقة

7 مسلم ج ۱ ص ۳۶ باب معرفة الاسلام والایمان

8 بخاری ج ۴ ص ۳۴۶۴ باب ما ذکر عن بنی اسرائیل

9 مندا احمد ج ۶ ص ۳۷۴۸ ج ۲۹۴ مندا عبد اللہ بن مسعود

اس سے دل میں اللہ کی عظمت و بڑائی پیدا ہوتی ہے، کیونکہ مخلوق کی عظمت اس کے خالق کی عظمت پر دلالت کرتی ہے، اپنے ساتھ رہنے والے فرشتوں سے انسان حیا کرتا ہے، ایمان بالغیب میں وہ ثابت قدم ہوتا ہے، جب لوگ اس کی مدد سے ہاتھ اٹھالیں یا انصار کی قلت یا عدم موجودگی سے وہ وحشت محسوس نہیں کرے گا کیونکہ اس کو یہ یقین ہو چکا ہے کہ اللہ کے مقرر کردہ محافظین اور نگران اس کے ساتھ ہیں

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : **إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى إِذَا أَحَبَّ عَبْدًا نَادَى جِبْرِيلَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فَلَاكَ فَأَجِبْهُ. فَيَجِبُهُ فِي السَّمَاءِ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَبَّ فَلَاكَ فَأَجِبْهُ. فَيَجِبُهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، وَيُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي أَهْلِ الْأَرْضِ.**<sup>10</sup>

جب اللہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے جبریل علیہ السلام کو آواز دیتا ہے اللہ یقیناً فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو جبریل علیہ السلام اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر جبریل علیہ السلام آسمانوں میں اعلان کرتے ہیں کہ اللہ فلاں بندے سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو تو آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں اور زمین میں اس کی قبولیت رکھ دی جاتی ہے

مومن بندوں پر واجب ہے کہ ہر اس ذات سے محبت اور دوستی کریں جن سے اللہ اسکے فرشتے اور اس کے مومن بندے محبت کرتے ہیں اور یہ بھی واجب ہے کہ ہر اس ذات سے بغض کریں اور براءت کا اظہار کریں جن سے اللہ اس کے فرشتے اور اس کے مومن بندے بغض کرتے ہیں اور یہ ایمان کا مضبوط کڑا ہے

کتابوں پر ایمان :-

ہم جملہ آسمانی کتابوں پر ایمان لاتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر نازل کیا تو رات، زبور، انجیل، قرآن مجید، صحف ابراہیم اور صحف موسیٰ پر ایمان لاتے ہیں

ہمارا یہ ایمان ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری کلام اور آخری آسمانی کتاب ہے جو جبریل امین کے ذریعہ محمد عربی ص کے قلب اطہر پر نازل کی گئی، قرآن دوسری تمام آسمانی کتابوں کی محافظ ہے یہ اللہ کا نازل کردہ کلام ہے یہ مخلوق نہیں، کسی مخلوق کا کلام اس کے برابر نہیں ہو سکتا جو یہ کہے **إِنْ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ** (المدثر ۲۵) یہ تو صرف ایک انسان کا کلام ہے تو وہ کافر ہو گیا اگر موت سے پہلے اپنی بات سے رجوع کرتے ہوئے توبہ نہ کرے تو اس پر اللہ کا یہ قول صادق آئے گا، **سَأَصْلِيهِ سَقَرًا** (المدثر ۲۶) "میں اسے جلد جہنم میں ڈال دوں گا"، ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے براہ راست کلام کیا ہم اس پر بھی ایمان لاتے ہیں کہ اللہ نے اپنی آخری کتاب کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے اس میں کسی طرح کی تبدیلی اور تحریف کسی کے لئے ممکن نہیں، چنانچہ ارشاد ہے: **إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ** (الحجر ۹) ترجمہ "بیشک ہم ہی نے اس قرآن

کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں "لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (فصلت ۴۲) ترجمہ "باطل اس کے پاس پھٹک نہیں سکتا اس کے آگے سے نہ اس کے پیچھے سے یہ بڑی حکمت والی قابل تعریف ہستی نازل کی گئی"، اللہ نے اس قرآن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اس لئے نازل کیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ذریعہ انسانوں کو ڈرائیں اللہ کا فرمان ہے، وَأَوْحَىٰ إِلَىٰ هَٰذَا الْقُرْآنِ لِتُذَكَّرَ بِهِ وَمِنْ بَلَّغٍ (الانعام ۱۹) ترجمہ "میری طرف یہ قرآن وحی کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے میں تمہیں اور جس جسکو یہ (قرآن) پہنچے سب کو ڈراؤں"۔ اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ کی یہ کتاب (قرآن) (عروۃ الوثقی) مضبوط کڑا ہے اور اس کی مضبوط رسی ہے جس نے اس کو تھام لیا اس نے نجات پالی اور جس نے اس سے اعراض کیا اسکو چھوڑ دیا اور اس کو پیٹھ پیچھے ڈال دیا وہ ہلاک ہو گیا راہ حق سے پھسل گیا اور کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔

کتابوں پر ایمان کے فوائد:-

اس پر ایمان لانے سے انسان اس کتاب کو قوت سے پکڑے گا اس کو مضبوطی سے تھام لے گا اس کے اوامر کی تعظیم اور اس پر عمل کا جذبہ پیدا ہوگا، اس کو اس بات کا احساس عطا ہوگا کہ راسخین فی العلم اور سلف کے منہج کے مطابق متشابہ پر ایمان اور محکم آیات پر عمل کرنا فرض ہے۔

انبیاء و رسولوں پر ایمان:-

ہم تمام انبیاء و رسولوں پر ایمان لاتے ہیں خواہ جن کا ذکر قرآن و حدیث میں ہو یا نہ ہو کیونکہ ان میں سے بعض کا ذکر اللہ نے کیا ہے بعض کا ذکر نہیں کیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے، وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ مِنْ قَبْلُ وَرُسُلًا لَمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ (النساء ۱۶۴) ترجمہ "اور آپ سے پہلے کے بہت سے رسولوں کے واقعات ہم نے آپ سے بیان کئے ہیں، اور بہت کے رسولوں کے نہیں بھی کئے" رسالت و نبوت کے اعتبار ہم ان میں فرق نہیں کرتے، تمام انبیاء کی دعوت کی اصل ایک ہے (یعنی ایک اللہ کی عبادت اور طاغوت سے براءت کی دعوت) اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ارشاد ہے، وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ (الاحقاف ۲۴) ترجمہ "یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو" دوسری جگہ اللہ نے فرمایا: وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا

فَاعْبُدُونِ (الانبیاء ۲۵) ترجمہ "آپ سے پہلے ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس کی طرف یہی وحی کرتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہذا تم میری ہی عبادت کرو" ایک اور جگہ ارشاد ہے، رُسُلًا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ (النساء ۱۶۵) ترجمہ "خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے رسول بھیجے تاکہ رسولوں کے بعد لوگوں کے لئے اللہ کو الزام دینے کی کوئی گنجائش نہ رہے"۔ ایک جگہ اللہ نے فرمایا: وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا (الاسراء ۱۵) ترجمہ "ہم اس وقت تک کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک کوئی رسول نہ بھیجیں"۔ اللہ کا فرمان ہے كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيهَا فَوْجٌ سَأَلْتَهُمْ خَزَنَتُهُمْ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَذِيرٌ قَالُوا بَلَىٰ (الملك ۸، ۹) جب بھی کوئی گروہ اس (جہنم) میں ڈالا جائیگا اس کے داروغے اس سے پوچھیں گے کیا تمہارے پاس ڈرانے والا نہیں آیا وہ کہیں گے کیوں نہیں۔ ان کی یہ ذمہ داری ہے کہ لوگوں کی صحیح راستہ کی طرف

رہنمائی کریں، بندوں کے دلوں کو بدل کر ان کو ہدایت دینے کی وہ قدرت نہیں رکھتے تھے کیونکہ بندوں کے قلوب رحمان کی دوائیوں کے درمیان ہیں وہ جیسے چاہتا ہے اس کو پلٹتا ہے، اِنَّ الْقُلُوبَ بَيْنَ اَصْبَاحِ اللّٰهِ يُقَلِّبُهَا كَيْفَ يَشَاءُ<sup>11</sup> اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم

کی مسنون دعاؤں میں سے ایک دعا ہے يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قَلْبِي عَلَى دِينِكَ<sup>12</sup> اسی لئے ہدایت کی دو قسمیں ہیں (۱) ہدایت دلالت

وارشاد رہنمائی اور صحیح راستہ کی نشاندہی کرنا، انبیاء، رسولوں اور داعیان حق کو اس کی استطاعت عطا کی گئی ہے اور اسی فرضہ کا ان کو مکلف کیا گیا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، وَإِنَّكَ لَتَهْدِي إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ (الشوری ۵۲) ترجمہ "بلاشبہ آپ سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی

کرتے ہیں"۔ (۲) ہدایت توفیق و سداد، صحیح راستہ کی رہنمائی کی توفیق۔ یہ ہدایت صرف اللہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے اللہ کے علاوہ کوئی کسی کو ہدایت نہیں دے سکتا اللہ نے فرمایا إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ (القصص ۵۶) ترجمہ "(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جسے آپ چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے بلکہ اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے"، دوسری جگہ اللہ نے فرمایا لَيْسَ عَلَيْكَ هَذَا هُمْ (البقرہ ۲۷۲) ترجمہ "اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ہدایت دینا آپ کی ذمہ داری نہیں"

ہدایت کی یہ قسم خاص اللہ کا احسان اور فضل ہوتی ہے اللہ جن کے دلوں میں صراط مستقیم کی چاہت اور حق کی تڑپ دیکھتے ہیں ان کو عطا فرماتے ہیں وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت ۶۹) اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد و جدوجہد کریں ہم انہیں اپنی راہیں ضرور دکھاتے ہیں۔ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے وَمَنْ يَتَحَرَّ الْحَيَرَ يُعْطَ<sup>13</sup> "جو خیر کی تلاش کی کوشش کرتا ہے وہ خیر پالیتا ہے"۔

ہم انبیاء کے معجزات پر ایمان لاتے ہیں ان کی حرمت کو نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ ان کی حرمت کا تحفظ کرتے ہیں، ان کا ادب و احترام کرتے ہیں، تمام انسانوں بلکہ تمام مخلوقات میں ان کو سب سے افضل مانتے ہیں اور لوگوں میں سے کسی کو ان پر فضیلت نہیں دیتے خواہ وہ صحابی ہو یا ولی امام ہو یا کوئی اور۔ لیکن اسکے باوجود وہ مخلوق ہیں بشر ہیں ربوبیت اور الوہیت کی کوئی خصوصیت اور صفت ان میں نہیں ہے بلکہ ان کے ساتھ بھی انسانی خصوصیات مثلاً بیماری، موت اور کھانے پینے کی حاجت وغیرہ لگی ہوئی ہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے نبی ص کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبُ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ الْكِبَرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوءُ إِنْ أَنَا إِلَّا نَذِيرٌ وَبَشِيرٌ لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ (الاعراف ۱۸۸) اے نبی ص کہہ دیجئے میں اپنی جان تک کے لئے نفع اور نقصان کا اختیار نہیں رکھتا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب جانتا ہوتا تو بہت سی بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کوئی تکلیف نہ پہنچتی میں تو ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان لاتے ہیں۔

11 سنن ترمذی ج ۴ ص ۲۱۴ باب ما جاء ان القلوب بين اصبعين الرحمن

12 سنن ترمذی ج ۴ ص ۲۱۴ باب ما جاء ان القلوب بين اصبعين الرحمن

13 سنن الکبریٰ بیہقی ج ۱ ص ۳۸۵ باب فضل العلم

ہمارا اس بات پر بھی ایمان ہے کہ محمد ص خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آئے گا آپ کی لائی ہوئی شریعت پچھلی تمام شریعتوں کی ناسخ ہے پوری دنیا کیلئے اور قیامت تک کیلئے ہے۔ کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک آپ ص کی لائی ہوئی شریعت کو نہ اپنائے اور شریعت کے احکامات و فیصلوں کو مکمل تسلیم نہ کرے اللہ نے فرمایا فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء ۶۵) آپ کے رب کی قسم لوگ مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے باہمی معاملات میں آپ کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر آپ کے کئے ہوئے فیصلے پر ان کے دلوں میں کوئی تنگی نہ آنے پائے اور اسے دل و جان سے مان لیں۔

ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ اللہ نے ابراہیم ع کی طرح محمد ص کو بھی اپنا خلیل بنایا ہے، آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا، آپ ص کو اور آپ کی امت کو ملت ابراہیمی کے اسوہ کو اپنانے کا حکم دیا ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ (الدحل ۱۲۳) پھر ہم نے آپ کی طرف وحی کی کہ ملت ابراہیم کا اتباع کریں جو (اللہ کی طرف) یکسو تھے اور وہ مشرکوں میں سے نہ تھے۔ دوسری جگہ اللہ نے فرمایا قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا الْقَوْمِ مِثْلَهُمْ إِنَّا بَرَاءُكُمْ وَأَنَّا بِتِلْكَ الْأَعْدَاءِ وَعَدَاوَةٍ وَالْبَغْضَاءِ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدُّهُ (الممتحنہ ۴) یقیناً تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے ابراہیم اور ان لوگوں میں جو ان کے ساتھ تھے جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا تھا بیشک ہم تم سے اور ان سے بری ہیں جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو ہم نے تمہارا انکار کیا ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کیلئے دشمنی اور بغض ظاہر ہو گیا حتیٰ کہ تم ایک اللہ پر ایمان لے آؤ۔ ہم انشاء اللہ اللہ سے ملاقات تک ابراہیم ع کے اس اسوہ کو اپنائے رہیں گے، مشرکین سے ان کے مددگاروں، حمایتیوں اور ان کے دوستوں سے براءت کا کھلا اظہار کرتے ہیں، ان سے بغض کرتے ہیں، معبودان باطلہ سے براءت و بیزاری کا اظہار کرتے ہیں، ان کے ہر اس دین، ملت، طریقہ، نظام اور منہج کا انکار کرتے ہیں جو اللہ کے دین کے مخالف ہے، ہم اللہ کے دشمنوں، حق کے خلاف لڑنے والوں اور باطل کا کھلا اظہار کرنے والوں سے کھلی اور واضح دشمنی کا اعلان کرتے ہیں ایسے لوگوں کی ہدایت کی خواہش کرنے والے اور افہام و تفہیم کی دعوت دینے والے بھی ہم کو اس عقیدہ سے نہیں روک سکتے

رسولوں پر ایمان کے ثمرات و فوائد:-

اس سے اللہ کی بعض بڑی بڑی نعمتوں کی معرفت حاصل ہوتی ہے، شکر کی توفیق عطا ہوتی ہے،

اس کے عظیم احسانات میں سے بندوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ان کی طرف انہیں میں سے رسولوں کی بعثت بھی ہے وہ لوگوں کو جنت کے راستے کی رہنمائی کرتے ہیں تاکہ اللہ رب العزت انہیں اپنی جنتوں کا مستحق بنائے، جہنم کے راستہ پر چلنے سے



روکتے ہیں تاکہ اللہ ان کو جہنم سے نجات عطا فرمائے، اس سے رسولوں سے دلی محبت پیدا ہوتی ہے ان کی تعریف اور ان پر درود و سلام کی توفیق عطا ہوتی ہے، ان کی سنتوں اور سیرتوں کے مطالعہ کا شوق پیدا ہوتا ہے، ان کے اسوہ کو اختیار کرنے اور ان کی سنتوں کو اپنانے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور مومن اپنی دعوت میں ان کے منہج کو اختیار کرتا ہے۔

صحابہ اور اہل بیت اطہار کے بارے میں ہمارا عقیدہ:-

رسول اللہ ص کے اہل بیت اطہار سے آپ ص کے تمام صحابہ رض سے قیامت تک آنے والے آپ ص کے متبعین اور انصار سے ہم محبت کرتے ہیں اور ان سے دوستی کرتے ہیں ان میں سے ہر ایک سے محبت کرتے ہیں ان میں سے کسی ایک سے بھی براءت اور لا تعلقی کا اظہار نہیں کرتے بلکہ ان سے بغض رکھنے والوں سے بغض رکھتے ہیں، ہم ان کا صرف ذکر خیر ہی کرتے ہیں، انکی محبت ہمارے نزدیک دین، ایمان اور احسان ہے ہم انکی محبت کو اللہ سے قرب کا ذریعہ سمجھتے ہیں، ہم انکے لئے ان الفاظ میں دعا کرتے ہیں رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ (الحشر ۱۰) اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جنہوں نے ایمان میں ہم سے پہلے کی اور ہمارے دلوں میں اہل ایمان کے لئے کوئی کینہ نہ رکھ اے ہمارے رب بیشک تو بہت نرمی والا نہایت رحم کرنے والا ہے۔

ہم اللہ کے پاس ناپاک و نجس ووافض سے اور ان کے طریقہ سے مکمل براءت کا اظہار کرتے ہیں یہ لوگ صحابہ رض سے بغض رکھتے ہیں انہیں گالی دیتے ہیں، ناصبیوں سے اور ان کے طریقہ سے بھی ہم بری ہیں جو اہل بیت اطہار سے دشمنی و بغض رکھتے ہیں۔

ہم علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اور تمام اہل بیت کے حق کو جانتے ہیں ہم ان سے محبت کرتے ہیں لیکن غلو نہیں کرتے، مگر اسکے باوجود ہم وہی کہتے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِغْ بِهِ نَسَبُهُ<sup>14</sup> ترجمہ "جس کا عمل جسے پیچھے کرے اس کا نسب اسے آگے نہیں بڑھا سکتا"، کفر اختیار کرنے والے مرتدین سے اور صراط مستقیم سے انحراف کرنے والوں سے ہم براءت و بیزاری اختیار کرتے ہیں خواہ ان کا کوئی بھی نسب ہو۔

صحابہ کے آپسی اختلافات اور تنازعات سے ہم سکوت اختیار کرتے ہیں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ دونوں فریق نے اجتہاد کیا ایک مصیب یعنی صحت کو پایا گیا دوسرا خطا کر گیا خطا کرنے والے کے لئے ایک اجر اور مصیب کے لئے دوا جبر ہیں، اسکے باوجود ہم انکو معصوم نہیں مانتے مگر انہیں خیر القرون یعنی

بہترین زمانہ والے مانتے ہیں جیسا کہ نبی ص نے فرمایا خَيْرُ أُمَّتِي الْقُرْنُ الَّذِينَ يَلُونِي، ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ<sup>15</sup> میری امت کے بہترین لوگ میرے زمانہ والے ہیں پھر اسکے بعد والے، پھر اس کے بعد والے۔

ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ ان میں سے کوئی ایک مد صدقہ کرے یہ ان کے بعد والوں کے احاطہ کے برابر بھی سونا اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے سے بہتر ہے جیسا کہ حدیث میں ہے، فَلَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أَنْفَقَ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا مَا بَلَغَ مُدًّا أَحَدِهِمْ وَلَا نَصِيفَهُ<sup>16</sup> ہم قیامت تک ہر زمانہ کے دین کے مددگاروں سے محبت کرتے ہیں خواہ قریب کے ہوں یا دور کے جاننے والے ہوں یا نہ جاننے والے ہم ان میں سے کسی سے لا تعلقی کا اظہار نہیں کرتے یا ہم ان سے دشمنی نہیں کرتے بلکہ ہم ان سے محبت اور دوستی کرتے ہیں ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں انکی مدد کرتے ہیں ان کو اپنے لئے اسوہ سمجھتے ہیں۔

### آخرت کے دن پر ایمان :-

ہم عذاب قبر کو برحق مانتے ہیں، ایمان والوں کے لئے اسکی نعمتوں کو برحق مانتے ہیں کیونکہ یہ متواتر احادیث سے ثابت ہے، اس بارے میں اہل بدعات کی تاویلات سے کوسوں دور ہیں اللہ کا ارشاد ہے النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ (غافر ۴۶) ترجمہ "وہ دوزخ کی آگ ہے جس پر انہیں صبح و شام پیش کیا جاتا ہے اور جس دن قیامت قائم ہوگی (کہا جائیگا) آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو"، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فَلَوْ لَا أَنِّي لَا تَدَافِنُوا، لَدَعَوْتُ اللَّهَ أَنْ يُسَمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: «تَعَوَّذُوا بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ الْخَالِ»<sup>17</sup> ترجمہ "اگر مجھے اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ تم اپنے مردوں کو دفنانا چھوڑ دو گے تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ تم کو بھی عذاب قبر سنا دے جس کو میں سنتا ہوں پھر آپ ص ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ کے پاس عذاب قبر سے پناہ طلب کرو"۔

براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کیلئے قبر کے حالات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جب وہ منکر نکیر کے سوالوں کے جوابات دے گا۔ فَيُنَادِي مُنَادٍ فِي السَّمَاءِ: أَنْ صَدَقَ عَبْدِي، فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَالْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ، وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ"۔ قَالَ: "فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا، وَطِيْبِهَا، وَيُفْسَخُ لَهُ فِي قَبْرِهِ مَدَّ بَصَرِهِ"<sup>18</sup> "تو آسمان سے منادی آواز دے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا اس کیلئے جنت کا فرش بچھاؤ اس کو جنت کا لباس پہناؤ اس کیلئے جنت کا ایک دروازہ کھول دو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کے پاس جنت کی

15 مسلم ج ۲۱، ص ۱۹۶۲ باب فضل الصحابة

16 مسلم ج ۵، ص ۳۶۷۳ باب قول النبي صلی اللہ علیہ وسلم

17 مسلم ج ۴، ص ۶۷ باب ۲۱۹۹

18 ابوداؤد ج ۴، ص ۴۷۵۳ باب فی المساکین

ہوائیں اور خوشبوئیں آتی ہیں، تاحد نگاہ اس کیلئے قبر وسیع کر دی جاتی ہے، "ہم عذاب قبر اور منکر نکیر کے تینوں سوالات پر ایمان رکھتے ہیں یُشَبِّتُ اللّٰهُ  
الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ الْحَالِ (ابراہیم ۲۷) ترجمہ "اللہ ایمان والوں کو قول ثابت (کلمہ توحید) سے دنیا کی زندگی  
اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے،" اے اسلام اور مسلمانوں کے ولی و ناصر ہم کو دنیا و آخرت میں کلمہ توحید پر ثابت قدم رکھ آئیں

قبر میں کافر منکر نکیر کے سوالوں کے جواب میں کہے گا ہا میں نہیں جانتا، منافق اور دین میں اکثریت کی تقلید کرنے والا کہے گا میں نہیں جانتا ہوں میں  
نے لوگوں کو کلمہ پڑھتے ہوئے سنا تو میں نے بھی کھا۔

اللہ نے اپنی کتاب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی احادیث مبارکہ میں جو اشراط الساعۃ بیان کیا ہے ہم ان سب پر بغیر کسی تاویل کے ایمان لاتے ہیں، ہم  
دجال کو ایک حقیقت تسلیم کرتے ہیں، ہاں ہم اس بات کو بھی مانتے ہیں کہ اس کے خروج سے قبل ہر زمانہ میں دجالی فتنہ موجود ہونگے ہمارا نزول عیسیٰ  
پر ایمان ہے اور اس بات پر بھی ایمان ہے کہ آپ دجال کو قتل کریں گے، قیامت کے قریب سورج کے مغرب سے طلوع ہونے اور خروج دابۃ پر ایمان  
رکھتے ہیں غرض کتاب و سنت سے ثابت تمام اشراط الساعۃ پر یقین رکھتے ہیں

مرنے کے بعد زندہ ہونے، قیامت کی پیشی، قیامت کے دن اعمال کی جزا و سزا، حساب اور میزان وغیرہ ان سب پر ایمان رکھتے ہیں اللہ کا ارشاد ہے ثُمَّ  
إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ (المومنون ۱۶) ترجمہ "پھر یقیناً تم قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جاؤ گے"۔

لوگ رب العالمین کے پاس اس حال میں اٹھ کر آئیں گے کہ وہ ننگے پاؤں ننگے بدن بغیر ختنہ کے ہونگے اللہ نے فرمایا: كَمَا بَدَأُنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعَدًّا  
عَلَيْنَا إِنَّآ كُنَّا فَاعِلِينَ (الانبیاء ۱۰۴) ترجمہ "جس طرح ہم نے پہلے پیدا کیا تھا اسی طرح ہم پھر اسی کا اعادہ کریں گے یہ ہمارے ذمہ وعدہ  
ہے بے شک ہم اسے پورا کرنے والے ہیں"۔ دوسری جگہ اللہ نے فرمایا: وَنَضْعُ الْمَوَازِينَ الْقِسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَامَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ  
مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ أَتَيْنَا بِهَا وَكَفَى بِنَا حَاسِبِينَ (الانبیاء ۴۷) ترجمہ "ہم قیامت کے دن میزان یعنی انصاف کے ترازو رکھیں  
گے پھر کسی شخص پر کچھ ظلم نہ ہو گا اور اگر رائی کے دانہ کے برابر عمل ہو گا تو ہم اسے (تولنے کیلئے) لے آئیں گے اور ہم حساب کرنے والے کافی  
ہیں"۔

ہم عرصہ قیامت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہونے والے حوض کوثر پر ایمان رکھتے ہیں ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ اسکا پانی مشک سے زیادہ  
خوشبودار، شہد سے زیادہ میٹھا، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور دودھ سے زیادہ سفید ہو گا اس کے پیالوں کی تعداد آسمان کے ستاروں کے برابر ہو گی اس حوض کی  
چوڑائی اور لمبائی ایک ایک مہینہ کی مسافت کے برابر ہو گی جو اس کا ایک بار پانی پی لے گا اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی اے مالک ہمیں اس سے محروم نہ کرنا۔

امت محمدیہ کے بعض لوگوں کو اس دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حوض کوثر کی طرف جانے سے روک دیا جائیگا جس دن سورج لوگوں کے سروں کے بالکل قریب ہوگا، لوگ اس دن اپنے اعمال کے بقدر پسینہ میں شرابور ہونگے کوئی ٹخنوں تک، کوئی گھٹنوں تک، کوئی کمر تک حتیٰ کہ کسی کو پسینہ کی لگام پہنائی جائیگی۔ جن کو آپ کے پاس سے ہٹایا روکا جائیگا ان میں ظالم امراء کے اعوان و مددگار ہونگے جو ان کے پاس آتے جاتے تھے ان کے جھوٹ کی تصدیق کرتے تھے ظلم میں ان کی مدد کرتے تھے، اور ایسے لوگ جنہوں نے آپ کے بعد شریعت کو بدلنے کی کوشش کی، دین میں بدعت اور نئی چیزیں گھڑیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیں گے سَحَقًا سَحَقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِي<sup>19</sup> "ہر اس شخص کو مجھ سے دور کرو جس نے میرے بعد دین کو بدل دیا"

جہنم کے اوپر بچھے ہوئے راستہ (پل صراط) پر ہم ایمان رکھتے ہیں جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہوگا، ہر ایک کو اس پر سے گزرنا ہے حتیٰ کہ تمام انبیاء کو بھی، مومن بندوں کو اس پر سے گزرنے کیلئے ان کے اعمال کے بقدر نور عطا کیا جائیگا، چنانچہ ہر آدمی اپنے اپنے نور کے مطابق پل صراط پر سے گزرے گا، ان میں سے کوئی تو پلک جھپکنے میں گزر جائے گا (اللہم اجعلنا منہم بکر مہ ومنہ) "کوئی بجلی کی سی تیزی سے گزرے گا"، کوئی بادلوں کی رفتار سے گزرے گا، کوئی ستاروں کے گرنے کی رفتار سے گزرے گا، کوئی ہوا کی رفتار سے گزریگا، کوئی تیز رو گھوڑے کی رفتار سے گزریگا، کوئی تیز آدمی کی چال سے گزرے گا، حتیٰ کہ جس شخص کا نور اس کے قدموں کی پشت پر ہوگا وہ گھٹنوں اور چہرے کے بل ہاتھ پاؤں مارتا گرتا پڑتا گزر جائیگا، پل صراط پر کنڈے (hook) لگے ہونگے جو گنہگاروں اور کافروں کو پکڑ لیں گے جو پل صراط پر سے گزرے گا، وہ جہنم سے نجات پائے گا اور جنت میں داخل ہوگا اللہم نجننا من النار

پل صراط کو سلامتی کے ساتھ عبور کرنے والے اہل ایمان کو دخول جنت سے پہلے قنطرہ نامی جگہ روک لیا جائیگا آپس میں ایک دوسرے کا قصاص دیا جائیگا دنیا میں انہوں نے ایک دوسرے پر جو ظلم و زیادتی کی ہوگی اس کا بدلہ دلایا جائیگا حتیٰ کہ جب وہ مکمل طور پر پاک صاف ہو جائیں گے تب انہیں جنت میں داخلہ کی اجازت ہوگی

سب سے پہلے جن کیلئے جنت کے دروازے کھول دیئے جائیں گے وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونگے، امتوں میں سب سے پہلے آپ کی امت جنت میں داخل ہوگی، ہم جنت اور جہنم پر ایمان لاتے ہیں یہ دونوں اللہ کی غیر فانی مخلوق ہیں اللہ نے جنت اور جہنم دونوں میں داخل ہونے والی مخلوق پیدا کی ہے جنتی اللہ کے فضل سے جنت میں جائیں گے اور جہنمی رب کے عدل سے جہنم میں جائیں گے،

جنت دار النعیم یعنی اللہ کی نعمتوں کا گھر ہے اللہ نے اس کو مومنین و متقین کیلئے تیار کیا ہے یہ ایمان والوں کیلئے ہر طرح کی قدرت والے بادشاہ کے یہاں حقیقی عزت کا ٹھکانہ ہے، وہاں ہمیشہ باقی رہنے والی ایسی نعمتیں ہوں گی جس کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا نہ کسی انسان کے دل پر اس کا خیال

گذرا، ارشادِ بانی ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (سجده ۱۷) ترجمہ "کوئی نفس نہیں جانتا کہ انکے اعمال کے بدلے میں ان کیلئے آنکھ کی ٹھنڈک کی کون کونسی چیزیں پوشیدہ رکھی گئی ہیں"۔

جہنم اللہ کا عذاب ہے جس کو اللہ نے اصلاً کافروں کیلئے بنایا ہے چنانچہ ارشاد ہے وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي أُعِدَّتْ لِلْكَافِرِينَ (ال عمران ۱۳۱) ترجمہ "اس آگ سے بچو جو کافروں کیلئے تیار کی گئی ہے"۔ لیکن اس میں فاسق و فاجر مسلمان بھی داخل ہونگے پھر سزا بھگتنے کے بعد ان کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کیا جائیگا کیونکہ وہی ان کا اصل ٹھکانہ ہے

ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی اجازت سے شفاعت کریں گے

### قیامت کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تین شفاعتیں :-

قیامت کے دن میدانِ حشر سے دخولِ جنت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تین شفاعتیں حاصل ہونے والی ہیں، شفاعتِ اولی: اللہ سے فیصلہ و حساب شروع کرنے کیلئے شفاعت کرنا، جب دوسرے انبیاء شفاعت کی درخواست پر لوگوں سے معذرت کریں گے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی درخواست پر رب کے حضور سجدہ کرتے ہوئے شفاعت کریں گے، شفاعتِ ثانیہ: اہل جنت کیلئے جنت میں داخل کئے جانے کی شفاعت یہ دونوں شفاعتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے خاص ہیں، شفاعتِ ثالثہ: اپنے گناہوں کی وجہ سے جہنم کے مستحق ٹھہرنے والے مومنین کے حق میں جہنم سے نکالے جانے یا جہنم میں نہ ڈالے جانے کی شفاعت، یہ شفاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام انبیاء و مرسلین صدیقین و شہداء کو عطا کی جائیگی، یہ حضرات ان کے حق میں سفارش کریں گے جن کے حق میں اللہ شفاعت کی اجازت عطا کریں گے۔

آخر میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ بغیر کسی کی شفاعت کے محض اپنے فضل و کرم سے مومنین کی بچی ہوئی جماعت کو جہنم سے نکالیں گے، جنت میں اسکے بعد بھی خالی جگہ رہ جائیگی تو اللہ نئی قوم کو پیدا کریں گے اور ان کو جنت میں داخل کر کے جنت کو بھر دیں گے۔

شفاعت پر ایمان لانے کی وجہ سے ہم خوارج سے الگ اور ممتاز ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ مرتکبِ کبیرہ پر خلود فی النار کا حکم لگاتے ہیں۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن اور جنت میں داخل ہونے کے بعد مومنین کو اللہ کی رویت عطا ہوگی، جیسا کہ ارشاد ہے وَجُودًا يَوْمَئِذٍ نَّأْتِيهِمْ إِلَى رَبِّهَا نَاطِرَةً (القيامة ۲۳-۲۴) ترجمہ "اس دن کئی چہرے تروتازہ ہونگے اپنے رب کی طرف دیکھتے ہونگے"۔ اسی طرح متواتر احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہے کہ قیامت کے دن مومنین اپنے رب کو ایسے دیکھیں گے جیسے لوگ چودھویں رات کے چاند کو دیکھتے ہیں۔

ہم اپنے رب کو مخلوق سے تشبیہ نہیں دیتے یہاں رویت کی تشبیہ رویت سے دیجا رہی ہے نہ کہ دیکھنے والے کی تشبیہ دیکھے جانے والے سے دیجا رہی ہے، لیکن ان سب کے باوجود مخلوق کی نگاہیں اسکی حقیقت کا ادراک نہیں کر سکتی، جیسا کہ خود اسی کا ارشاد ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ (الانعام ۱۰۳) "اس (کی حقیقت) کو نگاہیں نہیں پاسکتی وہ نگاہوں کو پالیتا ہے"، ہم اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی رویت کو مانتے ہیں کیونکہ یہ کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ نظر و رویت الگ چیز ہے اور ادراک الگ چیز ہے ہم اللہ کی حدود کے آگے رکنے والے ہیں اس سے تجاوز کرنے والے نہیں ہیں، وحی کی نصوص (کتاب و سنت) کو اس کی جگہ سے نہیں ہٹاتے نہ اسکی کسی بات کا انکار کرتے ہیں اور نہ تعطیل کرتے ہیں۔

## یوم آخرت پر ایمان کے ثمرات و فوائد:-

ایمان والے اس سے اللہ کے انعامات کے وعدوں کے حصول کیلئے عمل صالح کی طرف جلدی کرتے ہیں اور عذابات کی وعیدوں سے بچنے کیلئے معصیت الہی سے دور رہتے ہیں، آخرت پر ایمان رکھنے سے دنیا اور دنیا کی آسائشوں کے چھوٹ جانے کا غم نہیں ہوتا، اپنے ایمان، دعوت اور جہاد کے راستہ میں پہنچنے والی اذیتوں اور مصائب پر صبر و ثبات قدمی کی توفیق عطا ہوتی ہے، کیونکہ ایمان والے کو اس کے بدلہ میں اللہ سے آخرت اور جنت کی نعمتوں کے ملنے کی قوی امید ہوتی ہے، اس کے علاوہ آخرت پر ایمان رکھنے کے اور بھی بہت سے فوائد ہیں، اور یہ ایمان صرف علمی اور نظریاتی نہیں بلکہ یہ ایمان، تصدیق اور اقرار ہے جو عمل پر ابھارے۔

## تقدیر پر ایمان:-

ہم اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لاتے ہیں ہمارا یہ ایمان ہے کہ اللہ نے مخلوق کو پیدا کیا انکی تقدیر لکھی ان سب کی عمریں مقرر کر دیں ان کے پیدا کرنے سے پہلے اللہ یہ جانتا ہے کہ یہ کیا عمل کرنے والے ہیں، ماکان اور مایکون سے واقف ہے اور جو نہیں ہوگا اس کا بھی علم رکھتا ہے، اللہ نے انسانوں اور جنات کو دونوں (ہدایت اور ضلالت کے) راستے دکھائے، اپنی اطاعت کا حکم دیا، معصیت و نافرمانی سے روکا، ہر چیز اس کی تقدیر اور مشیت سے ہوتی ہے، مخلوق پر اسی کی مرضی و مشیت چلتی ہے، بندوں میں سے کسی کی نہیں چلتی (مگر جو وہ ان کیلئے چاہے) مخلوق کیلئے وہی ہوتا ہے جو وہ چاہتا ہے جو وہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا، جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے، اگر وہ کسی کو بچائے یا نجات عطا کرے تو یہ اسکا فضل ہے اور وہ کسی کو محروم کرے تو یہ اسکا عدل ہے، مخلوق میں سے ہر ایک پر اس کا فضل ہوتا ہے یا عدل ہوتا ہے، اس کے فیصلہ کو کوئی نہیں بدل سکتا اس کے حکم سے کوئی سرتابی نہیں کر سکتا، اس کے حکم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔

بندوں کیلئے خیر و شر کو اللہ نے پہلے سے ہی لکھ دیا ہے، اللہ نے بندوں کو اسی چیز کا مکلف کیا ہے جس کی وہ طاقت رکھتے ہیں لا حول ولا قوۃ الا باللہ، کسی کے لیے معصیت سے بچنا اللہ کی مدد کے بغیر ممکن نہیں، ہمارا ایمان ہے کہ جس طرح مسببات تقدیر الہی میں طے ہیں ایسے ہی اسباب بھی پہلے سے لکھے جا چکے ہیں۔

تقدیر پر ایمان کے دو درجہ ہیں:-

درجہ اولی: اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے اگلے اور پچھلے اعمال سے باخبر ہے، ان کی فرمانبرداری اور نافرمانی والے اعمال وقوع پذیر ہونے سے پہلے ہی اسکے علم میں ہے، پوری کائنات کی تقدیر اسی نے بنائی ہے چنانچہ ارشاد ہے، وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَلَا أَصْغَرَ مِنْ ذَلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ (یونس ۶۱) ترجمہ "آپ کے رب سے ذرہ برابر بھی کوئی چیز چھپی نہیں ہوتی نہ زمین میں اور نہ آسمان میں نہ اس سے چھوٹی چیز اور نہ بڑی مگر وہ واضح کتاب میں درج ہے۔" دوسری جگہ ارشاد ہے وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَرَهُ تَقْدِيرًا (الفرقان ۲)

"اس نے ہر چیز کو پیدا کیا پھر اس کا ٹھیک ٹھیک اندازہ کیا۔" ایک اور جگہ اللہ نے فرمایا وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ قَدَرًا مَقْدُورًا (الفرقان ۳۸) "اللہ کا حکم ایک طے شدہ فیصلہ ہوتا ہے۔" اللہ تعالیٰ نے تمام موجودات کی تقدیر کو لوح محفوظ میں قلم بند فرما دیا ہے سنن ابوداؤد کی روایت میں ہے عَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ لِابْنِهِ: يَا بُنَيَّ، إِنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ حَقِيقَةِ الْإِيمَانِ حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْقَلَمَ، فَقَالَ لَهُ: اكْتُبْ قَالَ: رَبِّ وَمَاذَا أَكْتُبُ؟ قَالَ: اكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَيْءٍ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ" يَا بُنَيَّ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «مَنْ مَاتَ عَلَى غَيْرِ هَذَا فَلَيْسَ مِنِّي»<sup>20</sup> ترجمہ "عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا میں ایمان کی حقیقت کو اس وقت تک نہیں پاسکتے جب تک تم یہ یقین نہ کرو کہ جو تمہیں ملنا ہے اسے چھوٹنا نہیں اور جو چھوٹنا ہے وہ ملنے والا نہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اس کو حکم دیا کہ لکھو قلم نے کہا اے میرے رب کیا لکھوں اللہ نے فرمایا قیامت تک کی تمام چیزوں کی تقدیر لکھو، بیٹے میں نے رسول اللہ ص کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اس پر ایمان کے بغیر مرے وہ مجھ میں سے نہیں ہے۔" فرمان باری تعالیٰ ہے أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (الحج ۷۰) ترجمہ: کیا آپ (یہ بات) نہیں جانتے کہ بے شک اللہ ہی جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بلاشبہ یہ (سب کچھ) کتاب (لوح محفوظ) میں (درج) ہے بے شک یہ اللہ پر بالکل آسان ہے۔

اللہ نے جو چاہا لوح محفوظ میں لکھ دیا ہے، شکم مادر ہی میں ایک فرشتے کے ذریعہ انسان کی تقدیر (رزق، عمر، عمل اور وہ شقی ہوگا یا سعید) لکھ دیجاتی ہے، اللہ نے جس چیز کا ہونا لکھ دیا ہے تمام مخلوقات مل کر بھی اس کو ٹال نہیں سکتے اور جس چیز کا نہ ہونا اللہ نے لکھ دیا ہے تمام مخلوقات مل کر بھی اسے نہیں کر سکتے، اب قیامت تک وہی ہوگا جو لکھا جا چکا ہے، کیونکہ قلم اٹھائے گئے ہیں صحیفہ خشک ہو چکے ہیں۔

درجہ ثانیہ: اللہ کی مشیت، منشاء و مرضی سب سے بالاتر ہے آسمان و زمین میں جو کچھ ہوتا ہے اسکی مرضی سے ہوتا ہے۔ کسی شخص کا زیور ایمان آراستہ ہونا یا نہ ہونا محض رضائے الہی کے بعد ممکن ہے، لیکن اس کے باوجود اس نے اپنے بندوں کو اپنی اور اپنے رسول کی اطاعت کا حکم دیا، اور معصیت سے منع فرمایا، اللہ تعالیٰ اپنے متقی بندوں، محسنین اور انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، ایمان والوں اور عمل صالح کرنے والوں سے خوش ہوتا ہے، وہ کافروں سے محبت نہیں کرتا ہے، فاجر و فاسقوں سے خوش نہیں ہوتا، بے حیائی کا حکم نہیں دیتا، اپنے بندوں کے کفر سے راضی نہیں ہوتا اور فساد کو پسند نہیں کرتا۔ وَلَا يَرْضَىٰ لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ

اللہ کی دو طرح کی مشیتیں ہیں (۱) مشیت شرعی: اللہ نے دنیا میں انسان کو اس میں اختیار دیا ہے (۲) مشیت قدری: یہ مشیت مخلوق کے اختیار سے باہر ہے، فَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَبْدِيلًا وَلَن تَجِدَ لِسُنَّتِ اللَّهِ تَحْوِيلًا (احزاب- ۴۳) ان دونوں کو اللہ نے قرآن میں اس انداز میں بیان کیا ہے اَلَا لَهُ الْخُلُقُ وَالْأَمْرُ (الاعراف ۵۴) "تو اس کی ایک مشیت شرعی اور دوسری قضاء و قدری ہے"، بندوں کے افعال کا خالق اللہ تعالیٰ ہے، بندے اپنے افعال کے فاعل حقیقی ہیں مگر ان کے اعمال و افعال کا خالق اللہ ہے، بندہ کافر ہو یا مومن نیک ہو یا بد نمازی روزہ دار ان تمام کو اللہ نے اپنے اعمال پر قدرت اور ارادہ عطا فرمایا ہے اللہ اپنے بندوں کا اور ان کی قدرت و ارادہ کا خالق ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ (الصافات ۹۶) حالانکہ اللہ ہی نے تمہیں اور تمہارے اعمال کو پیدا کیا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے لِمَن شَاءَ مِنْكُمْ أَن يَسْتَقِيمَ وَمَا تَشَاءُونَ إِلَّا أَن يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ (التکویر ۲۸-۲۹) ترجمہ "تم میں سے جو سیدھی راہ پر چلے اور اللہ رب العالمین کے چاہے بغیر تم (کچھ بھی) نہیں چاہ سکتے"۔ فرقہ قدریہ تقدیر کے اس پہلو کو نہیں مانتا، وہ بندے کو اپنے ارادہ و اعمال میں مختار کل مانتے ہیں، اسی طرح فرقہ جبریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ انسان امور شرعیہ میں بھی اپنے ارادہ و اعمال کا اختیار نہیں رکھتا ہے، یہ غلط عقیدہ و منہج اہل السنۃ والجماعۃ اور سلف کے عقیدہ کے خلاف ہے، ہم نہ انسان کو مختار مانتے ہیں اور نہ مجبور محض، بلکہ ہم قدریہ و جبریہ کے برخلاف معتدل اور عقیدہ وسطی رکھتے ہیں جو پہلے میں نے بیان کیا، مخلوق کی تقدیر اور اس کی تفصیل کا علم صرف اللہ ہی کو ہوتا ہے، اس کی گہرائی میں جانے سے اللہ نے منع فرمایا ہے لَا يُسْأَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْأَلُونَ (الانبیاء ۲۳) ترجمہ "جو کچھ وہ کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے سوال نہیں کیا جاسکتا جبکہ ان (لوگوں) سے باز پرس ہوگی"۔ کوئی یہ پوچھے کہ ایسا کیوں ہو اللہ نے ایسا کیوں کیا اس نے کتاب کے حکم کو رد کر دیا اور جس نے کتاب کے حکم کو رد کر دیا اس نے کفر کیا اور ناکام و نامراد ہوا، کیونکہ علم کی دو قسمیں ہوتی ہیں (۱) جس کو اللہ نے مخلوقات میں اتارا وہ موجود ہے (۲) وہ جس کو اللہ نے ان سے چھپایا وہ مفقود ہے، علم موجود کا انکار کفر ہے، علم مفقود کا دعویٰ بھی کفر ہے، ایمان کا اثبات علم موجود کی قبولیت اور علم مفقود کی تلاش کو ترک کیے بغیر نہیں ہوتا، علم مفقود کو اللہ غفور الودود پر چھوڑا جاتا ہے۔



## تقدیر پر ایمان کے ثمرات و فوائد:-

مومن کو اس سے اللہ پر حقیقی توکل عطا ہوتا ہے، کسی چیز کے فوت ہونے پر حسرت دل میں نہیں رہتی، اذیتوں پر صبر کی توفیق ہوتی ہے، پسندیدہ چیزوں کے زائل ہونے سے افسوس اور مایوسی نہیں ہوتی، کیونکہ وہ اللہ کی تقدیر پر ایمان رکھتا ہے، اس کو اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ جو ملنا ہے وہ چھوٹنے والا نہیں جو چھوٹنا ہے وہ ملنے والا نہیں۔

## ایمان کی تعریف:-

ایمان قول عمل اور نیت کا نام ہے، دل سے اعتقاد رکھنا، زبان سے اقرار کرنا اور اعضاء و

جوارح سے عمل کرنا، قول کی دو قسمیں ہیں (۱) قلب کا قول اعتقاد اور معرفت ہے (۲) زبان کا قول کلمہ اسلام کو زبان سے ادا کرنا ہے۔ عمل کی دو قسمیں ہیں (۱) قلب کا عمل رضا، محبت نیت، اخلاص اور تسلیم ہے (۲) اعضاء و جوارح کے اعمال۔

تصدیق دل، زبان اور اعضاء و جوارح تینوں سے ہوتی ہے، ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے، اطاعت سے بڑھتا ہے معصیت سے گھٹتا ہے، ایمان کے کئی شعبے ہیں جیسا کہ صادق المصدق ص نے خبر دی ہے، اس کا سب سے اعلیٰ شعبہ لا الہ الا اللہ اور ادنیٰ شعبہ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے، ایمان کے کئی کڑے ہیں اس کا سب سے مضبوط کڑا اللہ کیلئے محبت اللہ کیلئے نفرت ہے اَوْثَقُ عُرَى الْإِيمَانِ الْحُبُّ فِي اللَّهِ وَالْبُغْضُ فِي اللَّهِ<sup>21</sup> اس کے کچھ شعبوں کا تعلق اصل ایمان سے ہے جس کے زائل ہونے سے ایمان زائل ہو جاتا ہے اور آدمی کافر ہو جاتا ہے جیسے توحید لا الہ الا اللہ، نواقض اسلام میں سے کسی ایک کا ارتکاب، (کیونکہ نواقض اسلام سے بچنا بھی ایمان کے شعبوں میں سے ہے) ایمان کے بقیہ شعبے اگر وہ پورا کرے تو بھی وہ اسے فائدہ نہیں پہنچا سکتے بغیر توبہ کے وہ مر جائے تو وہ جہنم کا مستحق ہوگا

اور بعض علماء کے نزدیک نماز بھی، انکی دلیل یہ حدیث ہے اِنْ بَيَّنَّ الرَّجُلُ وَبَيَّنَّ الشِّرْكَ وَالْكُفْرَ تَرَكَ الصَّلَاةَ<sup>22</sup> "بندے اور کفر و شرک کے درمیان فرق کرنے والی چیز ترک صلاۃ ہے۔"

اس کے کچھ شعبوں کا تعلق واجبات ایمان میں سے ہیں جس کے زائل ہونے سے ایمان گھٹتا ہے جیسا کہ الحب فی اللہ والبغض فی اللہ، فرائض کا ترک اور حرام کا ارتکاب وغیرہ ان امور کا مرتکب کافر نہیں ہوتا کیونکہ اصل ایمان اس سے زائل نہیں ہوتا یہ شخص ہمیشہ کی جہنم کا مستحق نہیں ہوگا، وہ اللہ کی مشیت پر ہوگا وہ چاہے اسے عذاب دے چاہے معاف کر دے، اگر اللہ اس کو عذاب میں ڈال دے تو سزا بھگتنے کے بعد اسکو عذاب سے نکالا جائیگا

21 امصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ح ۳۴۳۸ ص ۸۰ باب ما ذکر عن نبینا صلی اللہ علیہ وسلم

22 ترمذی ج ۵ ح ۲۶۱۹ ص ۱۳ باب ما جاء فی ترک الصلاة

ایمان کے کچھ شعبوں کا تعلق مستحبات سے ہے جو کمال ایمان کا باعث بنتے ہیں جیسا کہ راستہ سے تکلیف دہ چیزوں کو ہٹانا، ایمان والوں سے سلوک وغیرہ وہ تمام اعمال جس کے کرنے پر ثواب ہونہ کرنے پر عذاب نہ ہو

## ایمان کے ثمرات و فوائد:-

اس انسان کے اندر طاعت کی حرص عمل صالح کا شوق اور خیر کے کاموں میں سبقت کا جذبہ پیدا ہو جاتا ہے، تاکہ ایمان برابر بڑھتا رہے ایمان کے اصولوں کی پابندی و حفاظت کے ساتھ، کیونکہ یہی اصل سرمایہ اور نجات کے حصول کا مضبوط ذریعہ ہے

## کفر:-

مرجیہ العصر کی گمراہی سے ہم بری ہیں جو صرف دل کے انکار و تکذیب کو ہی کفر مانتے ہیں، اسی عقیدہ کی بنا پر وہ اپنے طواغیت آقاؤں کا، ان کے غیر اسلامی دستور کے نفاذ کا اور مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کا ہر طرح سے دفاع کرتے ہیں، حالانکہ علماء اہل السنہ والجماعہ کے عقیدہ کے مطابق کفر عمل، قول اور قلب یعنی (نیت اور ارادوں) سے ہوتا ہے، یہی ہمارا بھی عقیدہ ہے یعنی ایمان کی طرح کفر بھی اعتقادی، قولی اور عملی ہوتا ہے، کفر عملی کبھی کفر اکبر ہوتا ہے کبھی کفر اصغر مثلاً قانون سازی شریعت سازی، سورج کو سجدہ کرنا، بتوں کو سجدہ کرنا یا غیر اللہ کو سجدہ کرنا، اللہ کو دین کو انبیاء کو گالی دینا دین کے کسی بھی فرض سنت اور مستحب وغیرہ کا مذاق اڑانا یہ عملی کفر اکبر ہے جس کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے، عملی کفر اصغر یعنی کبار جس کا مرتکب دائرۃ اسلام سے خارج نہیں ہوتا جب تک وہ اسے حلال نہ سمجھے مثلاً زنا، چوری شراب نوشی وغیرہ۔

کفر کی کئی قسمیں ہیں اس میں سے کفر جہود (سرکشی و انکار کا کفر) کفر جہل اور کفر اعراض ہیں، ہمارا عقیدہ ہے اسلام کے علاوہ کسی اور کو اپنا دستور حیات بنانے والا کافر ہے چاہے اس تک دعوت پہنچی ہو یا نہ پہنچی ہو وہ سرکش یا اعراض کرنے والا کافر ہے، جس تک دعوت نہ پہنچی ہو وہ جاہل کافر ہے ایمان کی طرح کفر کے بھی درجات ہوتے ہیں۔

ہم ہر گز یہ نہیں کہتے کہ گناہ مومن کے ایمان پر اثر انداز نہیں ہوتے بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ بعض گناہوں سے ایمان گھٹتا ہے اور بعض گناہ نواقض اسلام میں سے ہیں، ہم مرجیہ کی طرح آیات و عید کی تکذیب نہیں کرتے اور نہ امت کے گنہ گاروں، کفار، مشرکین اور مرتدین کے بارے میں وارد احادیث کا انکار کرتے ہیں۔

ہمارا عہد الست پر بھی ایمان ہے جو آدم اور ان کی تمام ذریت سے لیا گیا تھا، اللہ اپنے بندوں کو فطرت پر پیدا کرتا ہے پھر شیاطین جن و انس ان کو صحیح راستہ سے ہٹاتے ہیں، کیونکہ بچہ فطرت (اسلام) پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی، نصرانی اور مجوسی بناتے ہیں۔

اس کے باوجود اللہ نے رسولوں کی بعثت کی ان پر اپنی کتابیں نازل کی تاکہ ان کو اللہ سے کیا ہوا عہد یاد دلائے سب سے آخری کتاب قرآن کو تمام کتابوں کا مبین (نگہبان) بنا کر نازل کیا، الذی لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ (فصلت ۴۲) ترجمہ "جس کے آگے سے باطل پھٹک سکتا ہے نہ پیچھے سے" اللہ نے خود اس کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے اس کو انسانوں اور جنات کیلئے حجت واضح بنایا چنانچہ ارشاد ہے، وَأَوْحَىٰ إِلَيْنَا هَٰذَا الْقُرْآنَ لِأُنْذِرَكُمْ بِهِ وَمَنْ بَلَغَ (الانعام ۱۹) ترجمہ "یہ قرآن میری طرف وحی کیا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ میں تمہیں اور جس جسکو یہ پہنچے سب کو ڈراؤں"

آسمان کے نیچے اور زمین کے اوپر اللہ کا صرف ایک ہی دین ہے اور وہ ہے اسلام، ارشاد باری تعالیٰ ہے، إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (ال عمران ۱۹) "بیشک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے"، دوسری جگہ ارشاد ہے وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا (المائدہ ۳) "اور میں نے اسلام کو بطور دین پسند کیا"۔ تو ہم بھی اسی دین کے ماننے والے ہیں، اسلام کے علاوہ تمام ادیان سے ہم بری ہیں، اسلام مخالف ہر دین، ملت اور منہج (جو سب باطل اور فاسد ہیں) کا انکار کرتے ہیں

اسی میں سے اس زمانہ کا نیا دین دین جمہوریت بھی ہے جس کا ہم انکار کرتے ہیں جو اسکو اختیار کرے اس کی پیروی کرے اس نے اسلام کے علاوہ دوسرے دین کو تلاش کیا، وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ (ال عمران ۸۵) ترجمہ "جو اسلام کے سوا کسی اور دین کو تلاش کرے گا تو اس سے ہر گز قبول نہیں کیا جائیگا وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے ہوگا" اسی لئے ہم جمہوری دین کے تحت شریعت سازی اور قانون سازی کرنے والوں (یعنی عوام کی حکومت و قانون عوام) کی تکفیر کرتے ہیں، اسی طرح جو اپنے آپ کو خود قانون ساز بنائے اس کو بھی کافر سمجھتے ہیں، کیونکہ انہوں نے غیر اللہ کو رب، حاکم اور قانون ساز بناتے ہیں اللہ کا فرمان ہے، أَمَّا لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرُّهُمُ مِنَ الدِّينِ مَا لَمْ يَأْتُوا بِهِ اللَّهُ (الشوریٰ ۲۱) ترجمہ: کیا ان کیلئے (اللہ کے سوا) کوئی شریک ہیں جنہوں نے ان کیلئے وہ دین مقرر کیا ہے جس کا اللہ نے حکم نہیں دیا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهَبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ (التوبہ ۳۱) ترجمہ "انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے علماء اور درویشوں (اپنا) رب بنالیا"

لیکن اس کے باوجود انتخابات میں حصہ لینے والے عام مسلمانوں کی ہم تکفیر نہیں کرتے، کیونکہ ہمارے گمان کے مطابق عام مسلمانوں کا انتخابات میں حصہ لینے کا مقصد غیر اللہ کو قانون ساز بنانا نہیں ہوتا بلکہ سماجی و معاشی امور میں کسی کو ذمہ دار بنانا ہوتا ہے تاکہ وہ ممبران کے علاقہ کی ترقی اور خوشحالی کیلئے کام کرے اور عوام کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرے اس کو عموماً بلوی کہا جاسکتا ہے، لیکن ہم کفریہ اسمبلی اور پارلیمنٹ کے ممبران کی ضرور تکفیر کرتے ہیں، کیونکہ وہ قانون سازی کرنے والے ہوتے ہیں، ہم قانون ساز پارلیمنٹ اور اسمبلی کے انتخابات کو کفر عملی سمجھتے ہیں، مگر اس کی وجہ

سے عام مسلمانوں کی ہم تکفیر نہیں کرتے، وہ شخص جس پر کفر کا حکم لگ چکا ہو، دوسرا وہ شخص جو کفر عملی کا مرتکب ہو مگر اس پر کفر کا حکم نہ لگا ہو ہم ان دونوں میں فرق کرتے ہیں، ہمارا یہ منہج ہے کہ جن پر تکفیری امور واضح نہ ہوں، احوال ان پر مشتبہ اور ملتبس ہوں تو ان پر حجت قائم کرنا لازم ہے۔

ہم مسلمانوں کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر قرار نہیں دیتے الا یہ کہ وہ گناہ مکفرہ (کافر بنانے والا) ہو اور گناہ کو جب تک وہ حلال سمجھ نہ کرے، لیکن ہم مطلق معاصی یا گناہوں کی وجہ سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے۔

ہمارے قبلہ (کعبہ) کو اپنا قبلہ ماننے والوں کو ہم مومن اور مسلمان کہتے ہیں، اور اس وقت تک کہتے رہیں گے جب تک وہ نواقض اسلام میں سے کسی ناقض کا ارتکاب نہ کریں اور ان کی تکفیر میں موانع میں سے کوئی مانع نہ ہو۔

ہم کبار کے مرتکبین (جن کی وفات اسلام پر ہوئی ہو) کو خوارج کی طرح خلود فی النار کا مستحق نہیں ٹھہراتے، اگرچہ کہ وہ بغیر توبہ کے مرتجائیں، اللہ چاہے ان کو اپنے فضل سے معاف کرے جیسا کہ ارشاد ہے، وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَن يَشَاءُ (النساء ۴۸) "اللہ شرک کے علاوہ گناہ کو جس کے لئے چاہے بخش دیتا ہے"، چاہے ان کو اپنے عدل سے بطور سزا کے عذاب دے پھر اپنی رحمت یا نبی ص کی یا کسی اور کی شفاعت سے (جس کو اللہ اجازت دے) جہنم سے نکال دے یہ اس کی مشیت اور مرضی ہے۔

ہم تمام اہل قبلہ مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھتے ہیں خواہ وہ غیر مکفرہ کبار اور معاصی کا مرتکب ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ اللہ نے قرآن میں فرمایا: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ اِخْوَةٌ فَأَصْلَحُوا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ (الحجرات ۱) یقیناً مومن تو (ایک دوسرے کے) بھائی ہیں لہذا تم اپنے بھائیوں کے درمیان صلح کرادو۔ دوسری جگہ فرمایا: فَمَنْ عَفِيَ لَهُ مِنْ اَخِيهِ شَيْءٌ فَاتَّبِعْهُ بِالْعُرْوَةِ (البقرہ ۱۷۸) ترجمہ "پھر جس (قاتل) کو اس کا بھائی (مقتول کا ولی) معاف کر دے تو معروف طریقہ سے اتباع (دیت) ہو" ہم فاسق مسلمان کو مسلمان ہی کہتے ہیں نہ کہ کافر ہاں ہم ان کو ناقض الایمان یا فاسق مومن کہتے ہیں۔

ہم گنہ گار مومنین کے بارے میں اللہ سے امید کرتے ہیں کہ اللہ ان کو معاف کرے اور اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرے لیکن ہم ان پر مومن نہیں ہیں ہم کسی کیلئے جنتی اور جہنمی ہونے کی گواہی نہیں دیتے سوائے ان کے جن کیلئے اللہ کے رسول ص نے گواہی دی ہے اور ہمیں اس کی خبر دی، ہم گنہ گار مسلمانوں کیلئے اللہ سے بخشش طلب کرتے ہیں، ہم ان پر امید اور اندیشہ رکھتے ہیں کیونکہ اہل حق کا منہج امید اور خوف اور امید کے درمیان ہوتا ہے، لیکن ہم ان سے مایوس نہیں ہیں،

ہم مسلم عوام کیلئے رحمت و شفقت کا رویہ اپناتے ہیں ہم ان کو ان کی طاقت سے زیادہ عمل کا مکلف قرار نہیں دیتے، ہم ان پر اسلام کا حکم لگانے کیلئے نواقض اسلام کے جاننے یا سے یاد کرنے کی شرط نہیں لگاتے، اور لا الہ الا اللہ کی شرط کو بھی حفظ کرنے کی شرط نہیں لگاتے، بلکہ صرف توحید کے اصولوں کو اپنانے اور شرک و کفر سے بچنے والوں کو ہم اس وقت تک مسلمان سمجھتے ہیں جب تک وہ کسی نواقض کے مرتکب نہ ہوں۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کسی کی تکفیر سے پہلے تکفیر کی شرط کا پایا جانا اور موانع کا نہ ہونا ضروری ہے، تکفیر معین عام لوگوں کا کام نہیں ہے (یہ علماء حق جو را سخن فی العلم ہوتے ہیں کا کام ہے) ہم گنہ گار مسلمانوں سے براءت و بیزاری کا اظہار نہیں کرتے جیسے کفار، مشرکین و مرتدین سے ہم مکمل براءت و بیزاری کا اظہار کرتے ہیں بلکہ ہم گنہ گار مسلمانوں کو بھی اخوت ایمانی اور ولاء ایمانی میں ہمارے ساتھ شامل سمجھتے ہیں ہم ان کو ملت اسلامیہ کے افراد شمار کرتے ہیں، ہاں ان کے فسق و فجور، معاصی اور گناہوں سے ضرور براءت و بیزاری کا اظہار کرتے ہیں۔

کافر اور مرتد حکومت کی نوکری کرنے والے تمام لوگوں کی ہم تکفیر نہیں کرتے سوائے ان کے جن کی خدمت کا تعلق نواقض اسلام میں سے ہو یا وہ کفر و شرک کی کوئی قسم ہو مثلاً کفریہ دستور و قوانین بنانے والے اداروں میں نوکری کرنا، کفریہ عدالتوں میں نوکری کرنا، کفریہ فوج میں نوکری کرنا تاکہ کفریہ قانون اور اس کی حکومتوں کی حفاظت اور دفاع کرے، طاغوت کی بعض نوکریاں کفر بعض حرام اور مکروہ ہوتی ہیں۔

دنیا میں کسی پر حکم لگانے میں (دنیاوی احکامات کے تعلق سے) ہم ظاہر کے مکلف ہیں باطن اور دلوں کے معاملات کو اللہ کے سپرد کرتے ہیں وہی اس پر محاسبہ کرنے والا ہے، لوگوں کے دلوں کو چیر کر دیکھنے کا کسی کو مکلف نہیں کیا گیا۔

علماء سلف کی طرح ہم بھی اہل تاویل کی تکفیر سے احتراز کرتے ہیں، خصوصاً جب اختلاف صرف لفظی ہو یا ایسے علمی مسائل میں ہو جس میں مخالف کیلئے جہالت کے عذر کی گنجائش ہو، تکفیر میں عجلت ہمارا منہج نہیں ہے یا ثبوت اور فصاحت کے بغیر ہم تکفیر کے قائل نہیں ہیں، کیونکہ موحد نمازیوں کے خون کو حلال قرار دینا بہت خطرناک بات ہے، ایک مسلمان کا ناحق خون بہانا ایک ہزار کافروں کو زندہ چھوڑنے سے زیادہ خطرناک اور برا ہے یعنی ایک مسلمان کی جان ہمارے نزدیک ہزار کافروں کی جانوں سے زیادہ قیمتی ہے،

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ یقین کے ساتھ اسلام میں داخل ہونے والے شخص کو شک اور اندازے کی بنیاد پر اسلام سے خارج نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ اصول ہے کہ جو چیز یقین سے ثابت ہو وہ صرف شک سے زائل نہیں ہوتی، ہم تمام بدعات کو ایک جیسی نہیں سمجھتے بعض بدعات دائرۃ اسلام سے خارج کرنے والی ہوتی ہیں جیسے کہ دین جمہوریت اور بعض بدعات دائرۃ اسلام سے خارج کرنے والی نہیں ہوتی بعض عملی بدعات جیسے رجب اور شعبان کے روزے وغیرہ۔

من لم يكفر الكافر فهو كافر (جو کافر کو کافر قرار نہ دے وہ کافر ہے) کا قاعدہ ہے اس کے بارے میں ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ اسے ہمارے آئمہ نے کفر کی بعض قسموں سے مسلمانوں کو دور کرنے کیلئے بطور تغلیظ (ستحی) بیان کیا، اس قاعدہ کا انہوں نے غالی تکفیریوں کی طرح مطلق طور پر تسلسل کے ساتھ غلط استعمال نہیں کیا یہ ان لوگوں کیلئے ہے جو دلیل قطعی اور ثبوت قطعی کی بنیاد پر کافر ٹھہرنے والے شخص کے کفر کا انکار کرتے ہیں۔

ہمارے نزدیک جن کافروا ضح اور ثابت ہو لیکن بعض لوگ (شروط اور ادلہ شرعیہ کی وجہ) ان کی تکفیر سے رک جاتے ہیں وہ کفر معین سے احتراز کرتے ہیں جیسا کہ طاغوتی حکمران اور ان کا دفاع کرنے والا لشکر ہے، یہ لوگ نص کی تاویل کرتے ہوئے حکمرانوں کی تکفیر معین سے توقف کرتے ہیں تو ہم ایسے لوگوں پر یہ قاعدہ چسپاں کرنے سے احتراز کرتے ہیں، کیونکہ یہ کسی نص شرعی کی تکذیب اور تردید نہیں کرتے بلکہ وہ بظاہر دو معارض دلیلوں کی تطبیق نہیں کر پاتے یہ بس ان کے علم کی کمی اور اجتہاد کی کوتاہی ہے، ہمارا اس باب میں ان کے ساتھ اختلاف کے باوجود ہمارے نزدیک وہ کافر نہیں ہیں الا یہ کہ وہ کفار کے دین میں داخل ہو جائیں یا ان کی نصرت کریں، ان سے دوستی کریں یا مومنین اور موحدین کے خلاف ان کی مدد کریں

ہمارا عقیدہ ہے کہ تشابہ کی پیروی کرنا اور محکم کو ترک کرنا اہل بدعت کی ایک علامت ہے، جبکہ اہل السنہ کے راسخین فی العلم کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ وہ تشابہ کو محکم پر لوٹاتے ہیں، ہم اپنے مخالفین کی صرف اپنی مخالفت کی وجہ سے کبھی تکفیر نہیں کرتے بلکہ ہمارے اوپر زیادتی کرنے والے کی بھی ہم تکفیر نہیں کرتے، ان بدعتیوں کی بھی تکفیر نہیں کرتے جن کی بدعت درجہ کفر تک نہ پہنچی ہو،

ہم مرجیہ کی تکفیر اس وقت تک نہیں کرتے جب تک ان کا رجا ترک تو حید اور انکار فرائض کی حد تک نہ ہو، یا کفر و شرک کے درجہ تک نہ پہنچا ہو، یا وہ طواغیت کی نصرت اور ان سے دوستی کرتے ہوں، یا قانون سازی میں ان کے ساتھ شریک ہوں، یا مومنین کے خلاف ان کی مدد کرتے ہوں۔

ہم ان مرجیہ کی جماعتوں سے بغض کرتے ہیں جنہوں نے دین کو پس پشت ڈال دیا الحکم بغیر ما نزل اللہ میں خود بھی شریک ہوئیں اور عامۃ المسلمین کو اس کے جواز کا فتویٰ فراہم کیا، جمہوریت کی آڑ میں قانون سازی اور شریعت سازی کو صحیح ٹھہرایا، اور مرتدین کی انکے ارتداد اور نواقض اسلام کے ارتکاب میں علانیہ مدد کی، ہم ان کے طریقہ و منہج سے براءت کا اظہار کرتے ہیں، ہم ان کو بدعی اور گمراہ جماعتیں سمجھتے ہیں، وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور لوگوں کو بھی صحیح راستہ سے بھٹکایا، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ان کے سردار جہنم کی طرف دعوت دینے والے ہیں، لیکن اس کے باوجود ہم ان جماعتوں کی تکفیر نہیں کرتے سوائے اس کے جو کسی واضح کفر کی مرتکب ہو۔

ہم علماء حقہ، مجاہدین، اور داعیان حق کے حقوق کا خیال رکھتے ہیں اور ان کا احترام کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے پیغامات کو واضح طور پر لوگوں تک پہنچاتے ہیں، وہ صرف اللہ سے ڈرتے ہیں اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے، ہم مسلسل علوم شرعیہ کی جستجو و طلب میں رہتے ہیں، طلباء علوم شرعیہ سے ہم

محبت کرتے ہیں، اہل بدعت اور اہل کلام سے ہم نفرت کرتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی عقلوں کو کتاب و سنت پر مقدم رکھتے ہیں اور اپنی گڑھی ہوئی اصطلاحات کو وحی کی نصوص پر ترجیح دیتے ہیں۔

ہم عصری تعلیم سے منع نہیں کرتے مگر دوران تعلیم کفریہ اور حرام امور سے بچنا لازمی قرار دیتے ہیں، اسباب کو ترک کرنے کی ہم دعوت نہیں دیتے ہیں، توحید پر اپنی اولاد کی تربیت کرنے کی ترغیب دیتے ہیں، اور ان کیلئے دینی تعلیم کو ترجیح دینے پر ابھارتے ہیں تاکہ وہ اپنے دین سے اچھی طرح سے واقف ہو جائیں کیونکہ وہ اللہ کے دین سچے سپاہی اور مددگار بنیں اور آخرت میں کامیابی حاصل کریں

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ائمۃ الکفر سے خروج واجب ہے، خواہ اصلی کافر ہو یا مرتدین، مسلم ممالک کے موجودہ حکمران ہمارے نزدیک مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر مرتد ہیں،

۱) انہوں نے اللہ کی شریعت کو بدل دیا

۲) شریعت سازی میں اللہ کے ساتھ خود شریک ہوئے

۳) مشرق و مغرب کے طواغیت کے پاس اپنے فیصلے لیجاتے ہیں

۴) اللہ کے دشمنوں سے انہوں نے دوستی کی

۵) اللہ کے دین سے اور اس کے اولیاء سے دشمنی کی

۶) انہوں نے مسلمانوں کے خلاف کافروں کی مدد کی

ان کو ہٹانے یا انکی جگہ کسی متقی مسلم حکمران کو (جو اللہ کی شریعت کو نافذ کرے) لانے کی دعوت دینا اور اس کیلئے پوری جد جہد کرنا مسلمانوں پر حسب استطاعت فرض ہے، جو خود ہتھیار اٹھانے سے عاجز ہے وہ ہتھیار اٹھانے والوں کی مدد سے عاجز نہیں اگرچہ دعا کے ذریعہ ہی کیوں نہ ہو، اس کیلئے مادی اور معنوی تیاری کرنا واجبات دین میں سے ہے، ہمارا دین ہمارا عقیدہ غلو و تقصیر سے اور افراط و تفریط سے پاک ہے،

ہم اللہ کے پاس اسلام کے سوا ہر دین، ملت، نظام اور منہج سے براءت و بیزاری کا اظہار کرتے ہیں، اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ایمان اور صحیح عقیدہ پر ثابت قدم رکھے اسی پر ہمارا خاتمہ فرمائے، مختلف خواہشات، متفرق آراء اور باطل نظریات و عقائد سے ہماری حفاظت فرمائے۔ ۱۔ لِلّٰہِ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ ثَبِّتْ قُلُوبَنَا عَلٰی دِیْنِکَ اللّٰہُمَّ مُصَدِّرَ الْقُلُوبِ صَدِّقْ قُلُوبَنَا عَلٰی طَاعَتِکَ

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین



## مراجع ومصادر

کتاب	مؤلف
------	------



امام محمد بن اسماعيل البخارى رحمه الله	القران الكريم
امام مسلم بن الحجاج القشيري رحمه الله	صحیح بخاری
ابوداؤد سليمان بن الاشعث السجستاني رحمه الله	صحیح مسلم
ابو عيسى محمد بن عيسى الترمذی رحمه الله	سنن ابوداؤد
ابن ماجه ابو عبد الله محمد بن يزيد القزويني رحمه الله	سنن ترمذی
ابو محمد عبد الله بن عبد الرحمن الدارمی رحمه الله	سنن ابن ماجه
احمد بن حسين ابو بكر البيهقي رحمه الله	سنن دارمی
ابو عبد الله احمد بن محمد بن حنبل الشيباني رحمه الله	سنن کبری
سليمان بن احمد الشامي الطبراني رحمه الله	مسند احمد
تقي الدين ابو العباس احمد بن عبد الحليم المعروف بابن تيميه رحمه الله	مسند شاميين
محمد بن ابی بكر ابن قيم الجوزيه رحمه الله	منهاج السنه
قاضي ابو الفضل عياض بن موسى اليمصبي السبتي رحمه الله	زاد المعاد في هدي خير العباد
فضيلة الشيخ محمد بن صالح العثيمين رحمه الله	الشفاء بتعريف حقوق المصطفى
فضيلة الشيخ سليمان بن ناصر العلوان حفظه الله	مذكرة على العقيدة الواسطية
فضيلة الشيخ ابو محمد عاصم المقدسي حفظه الله	التبيان شرح نوافض الاسلام
فضيلة الشيخ ابو محمد عاصم المقدسي حفظه الله	الرسالة الثلاثينية في التحذير من الغلو في التكفير
فضيلة الشيخ ابو محمد عاصم المقدسي حفظه الله	هذه عقيدتنا
فضيلة الشيخ ابو محمد عاصم المقدسي حفظه الله	الديمقراطيون
فضيلة الشيخ ابو محمد عاصم المقدسي حفظه الله	ملأه ابراهيم ودعوة الانبياء والمرسلين